امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ معراج کا پیغام امت مسلمہ کے نام
■ نظریاتی اختلاف کو بنیاد نہ بنایا جائے
■ عصر حاضر کا ادبی رویہ
■ مشکلات کیوں پیش آتی ہیں
■ اسلام کے تین بنیادی عقیدے
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۲۱/رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۳/فروری ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر 07

ہندوستان میں کامن سول کوڈ کی کوئی ضرورت نہیں

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ میں قائدین ملت کا اظہار خیال

گذشتہ 5 فروری 2023ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ملک بھر سے مجلس عاملہ کے ارکان اور معدودے چند مدعوئین نے شرکت کی۔ اس موقع پر بہت سے پہلوؤں پر تفصیل سے گفتگو ہوئی جن میں یونی فارم سول کوڈ اور ملک کے مختلف عدالتوں میں چل رہے مسلم پرسنل لا سے متعلق مقدمات کا جائزہ لیا گیا۔ میٹنگ میں بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، نائب صدر مولانا ارشد مدنی، مولانا فخر الدین اشرف، جنرل سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، مولانا فضل الرحیم مجددی، مولانا محمود مدنی، مولانا سجاد نعمانی، مولانا مصطفیٰ رفاعی جیلانی، بیرسٹر اسد الدین اویسی، مولانا خالد رشید فرنگی محلی، امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی، مولانا محمد یٰسین علی، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس، کمال فاروقی، یوسف حاتم مچھالہ ایڈوکیٹ، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، پروفیسر ریاض عمر، مولانا سید بلال حسنی ندوی، مولانا عتیق احمد بستوی، نیاز احمد فاروقی، حامد فہد رحمانی، شمشاد احمد ایڈوکیٹ، طاہر حکیم ایڈوکیٹ، ڈاکٹر مونسہ بشریٰ، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا محمد سلیمان قاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا محمود دریا آبادی، حافظ رشید چودھری، مولانا رحمت اللہ کشمیری خصوصی طور پر شریک تھے۔ شرکاء اجلاس نے ایجنڈوں پر گفتگو کے بعد درج ذیل تجاویز منظور ہوئیں:

1- یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ ملک میں نفرت کا زہر پھیلایا جا رہا ہے اور اس کو سیاسی لڑائی کا ہتھیار بنایا جا رہا ہے۔ یہ اس ملک کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ جنگ آزادی کے مجاہدین، دستور کے مرتبین اور ملک کے اولین معماروں نے اس ملک کے لیے جو راستہ اختیار کیا تھا، یہ اس کے بالکل خلاف ہے۔ یہاں صدیوں سے مختلف مذاہب، قبائل، زبانوں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والوں نے ملک کی خدمت کی ہے اور اس کو آگے بڑھانے میں یک ساں کردار ادا کیا ہے۔ اگر یہ ہم آہنگی اور بھائی چارہ ختم ہوگیا تو ملک کی قومی یک جہتی کو نقصان پہونچے گا، اس لیے یہ اجلاس حکومت سے، محبّ وطن شہریوں سے، قانون دانوں، سیاسی رہ نماؤں اور میڈیا کے لوگوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ وہ نفرت کی اس آگ کو پوری قوت کے ساتھ بجھانے کی کوشش کریں اور اس کو ہوا دینے سے بچیں، ورنہ یہ آگ آتش فشاں بن جائے گی اور ملک کی تہذیب، اس کی نیک نامی، اس کی ترقی اور اس کی اخلاقی وجاہت سب کو جلا کر رکھ دے گی۔

2- قانون انسانی سماج کو مہذب بناتا ہے، ظالموں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرتا ہے، مظلوموں کو انصاف فراہم کرتا ہے اور ان کے لیے حصول انصاف کی امید ہوتا ہے۔ لاقانونیت سماج کو انارکی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس لیے حکومت ہو یا عوام، اکثریت ہو یا اقلیت، برسر اقتدار گروہ ہو یا اپوزیشن، سرمایہ دار ہو یا غریب اور مزدور، سب کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں، لیکن اس وقت بدقسمتی سے ملک میں لاقانونیت کا ماحول بن رہا ہے، ماب لنچنگ ہو رہی ہے، ملزم پر کیس ثابت ہونے سے پہلے اس کو سزا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے، جو مکانات دسیوں سال سے بنے ہوئے ہیں، جو حکومت اور انتظامیہ کی نظروں کے سامنے بنے ہیں اور جن سے قانونی واجبات بھی وصول کیے جاتے رہے ہیں، ان کو بلڈوزر کے ذریعے لمحوں میں زمیں بوس کر دیا جاتا ہے۔ احتجاج کا دستوری حق استعمال کرنے والے اور پر امن طور پر اپنا موقف پیش کرنے والوں کو سنگین دفعات کے تحت گرفتار کر لیا جاتا ہے اور جرم ثابت کیے بغیر مدتوں ان کو جیل میں رکھا جاتا ہے۔ یہ سب لاقانونیت کی بدترین شکلیں ہیں اور لاقانونیت عوام کی طرف سے ہو یا حکومت کی طرف سے، بہرحال قابل مذمت ہے۔ اس کو روکنا حکومت کا اور تمام باشندگان ملک کا فریضہ ہے۔

3- ملک کے دستور کی بنیاد مساوات، انصاف اور آزادی پر ہے۔ ان اصولوں کو قائم رکھنا حکومت کی بھی ذمہ داری ہے اور عدلیہ کی بھی۔ اس لیے عدلیہ سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ کم زور طبقات اور اقلیتوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا جائزہ لے اور اپنا فریضہ منصبی ادا کرے۔ عدلیہ عوام کے لیے امید کی آخری کرن ہے۔ اگر یہ بھی مدہم پڑ جائے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی بدقسمتی نہیں ہوسکتی ہے۔

4- ملک کے دستور میں شامل بنیادی حقوق میں ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے، اس میں پرسنل لاز بھی شامل ہیں۔ حکومت سے اپیل ہے کہ وہ تمام شہریوں کی مذہبی آزادی کا احترام کرے۔ پرسنل لا کے ذیل میں مختلف گروہوں کے جو تشخصات ہیں، ان کو ختم کر کے کامن سول کوڈ کا نفاذ ایک غیر جمہوری عمل ہوگا۔ یہ اتنے بڑے متنوع اور مختلف مذاہب اور تہذیب کے حامل ملک کے لیے موزوں بھی نہیں ہے اور مفید بھی نہیں ہے۔ اگر اس کو پارلی منٹ میں اکثریت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زبردستی نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تو اس سے ملک کا اتحاد متاثر ہوگا، ملک کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لیے بورڈ کا یہ اجلاس جو مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے نمایندوں پر مشتمل ہے، حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس ارادے سے باز آجائے اور ملک کے جو حقیقی مسائل ہیں ان پر توجہ کرے۔

5- عبادت گاہوں سے متعلق ۱۹۹۱ء کا قانون خود حکومت کا بنایا ہوا قانون ہے، جسے پارلی منٹ نے پاس کیا ہے، اس کو قائم رکھنا حکومت کا فریضہ ہے اور اسی میں ملک کا مفاد ہے، ورنہ پورے ملک میں مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی لڑائی شروع ہوجائے گی اور یہ ملک کے لیے بہت ہی بدقسمتی کی بات ہوگی۔ اس لیے حکومت اپنی ذمہ داری ادا کرے اور فرقہ پرست عناصر کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے۔

6- اوقاف دینی وانسانی مقاصد کے لیے مسلمانوں کی جانب سے دی جانے والی املاک ہیں، جن کو شرعاً وقانوناً ان کے مقررہ مقاصد ہی پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ حکومت یا عوام کی طرف سے وقف کی جائداد پر قابض ہوجانا کھلے طور پر غصب ہے۔ خواہ یہ کسی مسلمان کی طرف سے ہو یا غیر مسلم کی طرف سے، یا ملک کے کسی شہری کی طرف سے ہو یا حکومت کی طرف سے، بہرحال یہ ایک غیر قانونی عمل ہے۔

اس لیے بورڈ اوقاف کے سلسلے میں حکومت کے بعض نمایندوں کی طرف سے جاری کردہ ان بیانات پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے، جن میں مسلمانوں کو ان کے اوقاف سے محروم کرنے کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے اور حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے کسی بھی قدم سے باز رہے اور مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اوقاف کی حفاظت کے لیے مقامی طور پر بھرپور کوشش کریں۔ افتادہ آراضی کی احاطہ بندی کرائیں۔ اوقاف کو ان کے مقررہ مقاصد، نیز جہاں ضرورت ہو وہاں ملت کے نونہالوں کے تعلیمی مقاصد کے لیے ان کو استعمال کریں۔

7- بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے کہ مسلمان ہونے کا مطلب اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حوالے کرنا ہے۔ اس لیے بہ حیثیت مسلمان ہم سب کا فریضہ ہے کہ ہم شریعت کے قانون پر عمل کریں۔ عورتوں کے ساتھ انصاف، بوڑھوں کے ساتھ حسن سلوک، شادی بیاہ میں فضول خرچی سے پرہیز اور سادگی کا لحاظ رکھیں۔ اپنے معاملات کو اپنے قاضیوں، مذہبی رہ نماؤں کے سامنے رکھ کر اپنے مسائل حل کریں۔ شریعت نے جن باتوں کو حرام اور گناہ قرار دیا ہے ان سے بچیں، چاہے قانون میں اس کی ممانعت نہ ہو، جیسے نشہ، نکاح کے بغیر مرد وعورت کا جسمانی تعلق، سود، ہم جنسی، شوہر یا بیوی سے بے جا طریقہ پر پیسہ وصول کرنا، طلاق کے بعد بیوی کو اپنے ساتھ رہنے پر مجبور کرنا۔ یہ ساری باتیں کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتیں اور نہ ملک کا قانون ہمیں ان پر مجبور کرتا ہے۔ چاہے قانون کسی خلاف شریعت بات کی اجازت دیتا ہو اور اس میں کسی شخص کا فائدہ ہو، لیکن ایک مسلمان کے لیے اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔

8- مذہب اور عقیدے کا تعلق انسان کے یقین اور ضمیر سے ہے۔ اس لیے کسی مذہب کو اختیار کرنے کا حق ایک فطری حق ہے۔ اسی بنا پر ہمارے دستور میں اس حق کو تسلیم کیا گیا ہے اور ہر شخص کو کسی مذہب کو اختیار کرنے یا مذہب کی تبلیغ کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔ البتہ اس کے لیے زور زبردستی اور مالی تحریص ایک نامناسب بات ہے۔ لیکن حالیہ عرصے میں مختلف ریاستوں میں ایسے قوانین لائے گئے اور لائے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جن کا مقصد ملک کے شہریوں کو سرے سے اس حق سے محروم کرنے کی کوشش ہے۔ یہ بات کسی بھی طرح قابل قبول نہیں ہے۔ حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ تبلیغ مذہب کے لیے استعمال کیے جانے والے غیر قانونی طریقوں کو ضرور روکے، لیکن جو لوگ اپنی مرضی سے ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا چاہتے ہیں یا پر امن طریقے پر قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں ان کے لیے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

9- ملک کے تعلیمی نظام کو دستور کی روح سے ہم آہنگ ہونا چاہئے، ماضی میں بڑی حد تک اس پر عمل ہوتا رہا ہے، نصاب تعلیم میں کسی ایک مذہب یا کسی ایک کلچر کو بڑھا کر بتانے سے احتیاط کی جاتی رہی ہے، اس طرح سوشل سائنس میں مختلف مذاہب کے پیشواؤں کا تعارف نصاب میں شامل رہا ہے اور تاریخ میں ہر دور کی تاریخ کو نمائندگی دی گئی ہے لیکن حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی میں یہ باتیں مفقود ہیں، یہ بات مسلمانوں اور اقلیتوں کے لئے ناقابل قبول ہے اس لئے حکومت سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ملک کے نظام تعلیم کو دستور کے مزاج کے مطابق بنائے جس میں تمام مذاہب، تہذیبوں کا احترام ملحوظ ہو اور انصاف کے ساتھ ملک کی تاریخ پیش کی جائے۔

10- بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب بچوں کو صحیح راستے پر قائم رکھنے کے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، ہر مسجد اور ہر محلے میں اس کا انتظام ہونا چاہئے اور کوشش کرنا چاہئے کہ کوئی مسلمان بچہ یا بچی بنیادی دینی تعلیم سے محروم نہ رہ جائے۔ اس لیے مسلمانوں سے خاص طور پر اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس پر بھرپور توجہ کریں تا کہ ہماری نئی نسل کا رشتہ دین واخلاق سے قائم رہ سکے۔

11- آسام کی حکومت کے ذریعہ کم عمری کی شادیوں کے تعلق سے مسلم خاندانوں کی گرفتاری کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ انتہائی قابل تشویش ہے۔ بورڈ حکومت آسام سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سپریم کورٹ نیز پنجاب وہریانہ ہائی کورٹ میں جو معاملہ زیر بحث ہے اس میں فیصلہ آنے تک ان پر کوئی اقدام نہ کرے۔ اس سلسلے میں بورڈ اپنی لیگل کمیٹی کو مجاز کرتا ہے کہ وہ اس معاملے میں مداخلت کر کے اسلام کا موقف بھرپور طریقے پر پیش کرے۔

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

دوستی، احتیاط کے ساتھ کیجئے

’’اے ایمان والو! اپنے لوگوں کے سوا کسی اور کو رازدار نہ بناؤ کہ وہ تم لوگوں کے ساتھ فساد پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، ان کی خواہش ہے کہ تم کو نقصان پہونچے، دشمنی ان کی زبان سے نکل پڑتی ہے اور ان کے دل میں جو باتیں چھپی ہوئی ہیں، وہ اس سے بڑھ کر ہیں، اگر تمہیں عقل ہے تو ہم نے تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کردیئے ہیں‘‘ (آل عمران:۱۱۸)

وضاحت: سماجی زندگی میں ہر شخص کے کوئی نہ کوئی دوست و رفیق ہوتے ہیں جن کے ساتھ ان کے خوشگوار لمحات گذرتے ہیں، خوش گپیاں کرتے ہیں، انفرادی اور اجتماعی مسائل و معاملات پر تبادلہ خیال ہوتا ہے اور مسئلہ کے حل کی راہیں نکلتی ہیں، یہ ایک امر فطری ہے، اس سے کوئی فرد و بشر خالی نہیں، لیکن یاد رہے کہ دوستی میں اعتدال و توازن کو برقرار رکھنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ آپ نے اپنے دوست کو کوئی ایسی راز کی باتیں بتلادیں اور وہ اس کو افشا کردیا، جس سے آپ کو شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑے، قیامت کے دن ایسی دوستی پر افسوس کرنا پڑے کہ ہائے افسوس، میں فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا ’’یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا‘‘ ہائے میری تباہی، کاش فلاں شخص کو دنیا میں دوست نہ بنایا ہوتا تو آج رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑتا، دوستی کی پہچان صرف یہ نہیں ہے کہ وہ خوشی کے لمحات میں آپ کے ساتھ ہے، بلکہ اصلی پہچان یہ بھی ہے کہ وہ آپ کا رازداں اور مصیبت کی گھڑی میں آپ کے ساتھ کھڑا ہے یا نہیں؟ اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کو بھی معتمد نہ بنایا جائے، اسلامی مملکتوں کے زوال کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے دوسرے اسباب کے ساتھ بکثرت یہ بھی ملے گا کہ مسلمانوں نے اپنے امور کا رازدار غیروں کو بنالیا تھا، سلطنت عثمانیہ کے زوال میں بھی اس کو کافی دخل تھا، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ ’’مدینہ کے اطراف میں جو یہودی آباد تھے، ان کے ساتھ خزرج کے لوگوں کی قدیم زمانہ سے دوستی چلی آرہی تھی، انفرادی طور پر بھی ان قبیلوں کے افراد ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اور قبائلی حیثیت سے بھی یہ اور یہود ایک دوسرے کے ہمسایہ اور حلیف تھے، جب اوس اور خزرج کے قبیلے مسلمان ہوگئے تو اس کے بعد بھی وہ یہودیوں کے ساتھ پرانے تعلقات نبھاتے رہے اور ان کے افراد اپنے سابق یہودی دوستوں سے اسی محبت و خلوص کے ساتھ ملتے رہے، لیکن یہودیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے لائے ہوئے دین سے جو عداوت تھی، اس کی بنا پر وہ کسی ایسے شخص سے مخلصانہ محبت رکھنے کے لئے تیار نہ تھے، جو اسی دعوت کو قبول کرکے مسلمان ہوگیا ہو، انہوں نے انصار کے ساتھ ظاہر میں تو وہی تعلقات رکھتے جو پہلے سے چلے آرہے تھے، مگر دل میں اب وہ ان کے دشمن ہو چکے تھے اور اسی ظاہری دوستی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ہر وقت اسی کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کی جماعت میں اندرونی فتنہ و فساد برپا کردیں اور ان کے جماعتی راز معلوم کرکے ان کے دشمنوں تک پہونچائیں، اللہ نے یہاں ان کی اسی منافقانہ روش سے مسلمانوں کو محتاط رہنے کی ہدایت فرمائی اور ایک نہایت اہم ضابطہ بیان فرمایا (معارف القرآن، ج:۲) گرچہ آیت کے نزول کا پس منظر یہی ہے، مگر اس کے احکام میں عمومیت ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے راہ و رسم اور تعلقات کو استوار کرنے میں پہلے ہر جہت سے غور کرلے تاکہ انہیں کف افسوس نہ کرنا پڑے۔

عیادت کا افضل طریقہ

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کرو اور ان سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کریں، کیوں کہ بیمار کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں‘‘ (طبرانی)

مطلب: کسی مریض کی عیادت و غمخواری کرنا اور اس کو تسلی دینا ایک انسانی فریضہ ہے، مریض چاہے بوڑھا ہو یا جوان، مسلم ہوں یا غیر مسلم، سب کی خدمت گذاری کرنا چاہئے، اس سے مریض کو جہاں قلبی سکون ملتا ہے، وہیں اس کا غم بھی ہلکا ہوتا ہے اور جب آپ کسی کے غم کو ہلکا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے غم کو ہلکا کریں گے، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماروں کی عیادت کی خاص تاکید فرمائی اور اس عمل کو بڑے اجر و ثواب کا عمل بتلایا، صحابہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا جن میں سے ایک بیمار کی عیادت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی صبح کو کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو شام تک فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعاء مانگتے ہیں اور جب وہ شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک فرشتے اس کی مغفرت کے لئے اللہ سے دعاء کرتے ہیں اور یہ بھی آیا ہے کہ جب کوئی کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو واپسی تک وہ جنت کے باغات میں ہوتا ہے، لیکن یہ فضیلت اسی وقت حاصل ہوگی جب عیادت کے آداب کو ملحوظ خاطر کیا جائے، یعنی جب مریض کی عیادت کے لئے جائیں تو اس کو دلاسا دیں اور اس کو شفا پانے کیلئے اللہ سے دعاء کریں اور مزاج پرسی کے وقت صبر و شکر کی تلقین کریں، ہمت دلائیں اور دلجوئی کی باتیں کریں، ان کے سامنے فکر و اندیشہ کی کوئی بات ہرگز نہ کریں، اس سے ان کے دل پر چوٹ پڑے گی اور وہ زندگی سے مایوس ہوجائے گا، ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو موت کے بارے میں اس کی فکر کو دور کرو، اس لئے کہ یہ بات اس کے دل کو خوش کرے گی، بہت سے لوگ عیادت کے وقت بے شعوری میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ میرے فلاں رشتہ دار کی موت اسی مرض میں ہوگئی تھی، اس طرح کے جملوں سے مریض کا حوصلہ کمزور پڑے گا اور زندگی سے مایوس ہوجائے گا، اس لئے جب کسی مریض کے پاس جایئے تو ان کے لئے صحت و عافیت کی دعا کیجئے اور ان سے بھی دعاء کی درخواست کیجئے، کیونکہ یہ اس وقت پریشان حال ہیں اور اللہ تعالیٰ پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، اسی طرح جب مریض کی عیادت کے لئے جائے تو بلاضرورت دیر تک نہ بیٹھے، حدیث پاک میں ہے کہ عیادت کا افضل طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنے والا عیادت کرنے کے بعد دیر تک نہ بیٹھے، بعض اوقات اس سے مریض کو تکلیف پہونچتی ہے اور بسا اوقات اہل خانہ کو زحمت ہوتی ہے، ہاں اگر مریض اور گھر والے خواہشمند ہوں تو دیر تک بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بہت سے لوگ ذاتی مصالح کی بنیاد پر عیادت کرتے ہیں، یا آپسی رنجش کی وجہ سے کرتے ہی نہیں ہیں، یہ دونوں طریقہ مزاج نبوت کے خلاف ہے، مومنانہ شان یہ ہے کہ اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر مریضوں کی عیادت کرنی چاہئے، اس میں نہ ذاتی منفعت کو سامنے رکھئے اور نہ ہی کسی دلی کدورت کو آڑے آنے دیجئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

کونڈے کی شرعی حیثیت

س: ۲۲؍رجب کو کونڈے کے رسم کے طور پر جانا جاتا ہے، اس تاریخ کو حلوہ اور پوڑی کے ذریعہ کونڈہ بھرا جاتا ہے اور امام جعفر صادق کے نام فاتحہ دیا جاتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جواب سے نوازیں!

ج: ۲۲؍رجب کو حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی مناسبت سے مذکورہ عمل کا ثبوت کتاب و سنت، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین سے نہیں ہے، یہ خلاف شرع ایک رسم ہے، جس سے احتراز لازم و ضروری ہے: ’’**عن عائشة رضی الله عنها قالت قال النبی صلی الله علیه وسلم: من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد**‘‘ (صحیح بخاری: ۱/۳۷۱) فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’کونڈوں کی مروجہ رسم مذہب اہل سنت والجماعت میں محض بے اصل، خلاف شرع اور بدعت ممنوعہ ہے، کیوں کہ بائیسویں رجب نہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ہے اور نہ تاریخ وفات، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸؍رمضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں ہوئی اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی، پھر بائیسویں رجب کی تخصیص کیا ہے اور اس تاریخ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کیا خاص مناسبت ہے؟ ہاں! بائیسویں رجب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ہے (دیکھئے تاریخ طبرانی، ذکر وفات معاویہ) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت امام جعفر صادق کی طرف منسوب کیا گیا ہے، ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی اہل سنت والجماعت کا غلبہ تھا، اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی بطور حصہ علانیہ نہ تقسیم کی جائے، تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنان حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جاکر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں، جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں، جب کچھ اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی منسوب کرکے یہ تہمت امام موصوف پر لگائی کہ انہوں نے خود خاص اس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں، لہٰذا برادران اہل سنت کو اس رسم سے بہت دور رہنا چاہئے، نہ خود اس رسم کو بجالائیں اور نہ اس میں شرکت کریں‘‘ (فتاویٰ محمودیہ:۲۸۱/۳، باب البدعات والرسومات)

ستائیسویں رجب کا روزہ

س: رجب کی ستائیسویں شب کو مخصوص عبادت کرنا اور دن میں روزہ رکھنا اس عقیدہ کے ساتھ کہ یہ مسنون ہے اور اس کا ثواب ہزار روزوں کے برابر ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج: رجب کا مہینہ حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے، لہٰذا اس حیثیت سے کہ یہ محترم مہینہ ہے، اس میں نفل نمازوں اور روزوں کا اہتمام مندوب و مستحب ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی رجب میں روزہ رکھنے کا تھا:

’’**عثمان بن حکیم الانصاری قال سالت سعید بن جبیر عن صوم رجب ونحن یومئذ فی رجب، فقال سمعت ابن عباس رضی الله عنهما یقول کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم حتی نقول لایفطر ویفطر حتی نقول لایصوم**‘‘ (صحیح مسلم: ۳۶۵/۱) ’’**وفی سنن ابی داؤد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ندب الی الصوم من الاشهر الحرم ورجب احدها**‘‘ (النووی علی مسلم: ۳۶۵/۱)

لیکن کسی دن اور کسی رات کی تخصیص کے ساتھ کوئی مخصوص عمل چوں کہ صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے، اس لئے ۲۷؍رجب کو مسنون و ہزار روزہ کا اعتقاد رکھتے ہوئے تخصیص کے ساتھ روزہ رکھنے اور اس رات شب بیدار رہ کر مخصوص عبادت کا التزام درست نہیں ہے، ایسے عقیدہ کی اصلاح لازم و ضروری ہے۔

مفتی عزیز الرحمان صاحب عثمانیؒ مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں: ’’ستائیسویں رجب کے روزے کو جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے‘‘ (فتاوی دارالعلوم دیوبند:۴۹۱/۶)

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ’’عوام میں ۲۷؍رجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے، مگر وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے: ’’**ماثبت بالسنة وغیره**‘‘ میں اس کی تفصیل موجود ہے‘‘ (فتاویٰ محمودیہ:۲۰۲/۱۰) ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: ’’اس شب میں نوافل خصوصی کا اہتمام کہیں ثابت نہیں، نہ کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، نہ تابعین عظام رحمہم اللہ نے کیا، علامہ حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ تلمیذ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے غنیۃ المستملی صفحہ ۴۱۱؍ میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بحرالرائق شرح کنزالدقائق:۵۶/۲ میں علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح، صفحہ ۲۲؍ میں اس رواج پر نکیر فرمائی ہے اور اس کے متعلق جو فضائل نقل کرتے ہیں، ان کو رد کیا ہے‘‘ (فتاویٰ محمودیہ:۲۸۴/۳)

ایام بیض کے روزے

س: ایام بیض کس تاریخ کو کہتے ہیں اور ان ایام کے روزوں کی فضیلت کیا ہے؟

ج: ’’ایام بیض‘‘ ہر مہینہ کی ۱۳/۱۴؍اور ۱۵؍تاریخ کو کہا جاتا ہے، ان ایام کے روزے مستحب ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ پابندی سے تین روزے رکھا کرتے تھے، امت کو بھی چاہئے کہ ان ایام کے روزے رکھے اور اس کی فضیلت کو حاصل کرکے دلوں کی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کی نعمت حاصل کرے، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو مہینے میں تین روزے رکھنے کا ارادہ کرے تو ۱۳/۱۴؍اور ۱۵؍تاریخ کا روزہ رکھ: ’’**عن ابی ذر رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا اباذر اذا صمت من الشهر ثلثة ایام فصم ثلاث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة**‘‘ (سنن الترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی صوم ثلاثة ایام من کل شهر: ۱۵۹/۱) (بقیہ صفحہ:۱۳؍پر)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 63/73 شمارہ نمبر 07 مورخہ ۲۱؍رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۳؍فروری ۲۰۲۳ء روز سوموار

عروج آدم خاکی

انسان کو اللہ رب العزت نے مٹی سے پیدا کیا، اسے نوری مخلوق فرشتوں پر فوقیت دیا، آتشیں مخلوق جنات بھی اس خاکی انسان کی عظمت کو نہیں پہونچ سکے، اللہ رب العزت نے بنی آدم کو مکرم بنایا، باعزت وباعظمت بنایا، تخلیقی اعتبار سے اسے ساری مخلوقات میں ممتاز کیا اور اس کی تخلیق کو خود ہی اللہ نے احسن تقویم کہا یعنی انسان کو اچھے سانچے میں ڈھالا، اس کے اندر ظاہری اور باطنی ایسی ایسی خوبیاں جمع کر دیں، جس کی وجہ سے وہ فرشتوں سے سبقت لے گیا اور مسجود ملائک قرار پایا۔

ماہ وسال گذرتے گیے، انبیاء ورسل آتے رہے، جاتے رہے، مدت ختم ہوتی رہی، لوگ گم گشتہ راہ ہوتے رہے، انسانیت سسکتی رہی، ظلم وستم نے اپنے دست وبازو پھیلا دیے، کعبۃ اللہ بھی بتوں کی آماجگاہ بنا دیا گیا، عورتوں کی عزت سر بازار نیلام ہوتی رہی، اور لڑکیاں زندہ دفن کی جاتی رہیں، کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جسے شیاطین نے انسان تک نہ پہونچا دیا ہو اور لوگ اس میں مبتلا نہ ہوئے ہوں، ایسے میں رحمت خداوندی جوش میں آئی اور بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم پھر سے لے جانے کے لئے آقا و مولا فخر موجودات، سرور کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ نے لوگوں میں اسلام کی دعوت کا کام شروع کیا، اپنے بھی بے گانے ہو گئے اور بیگانوں کی بیگانگی نے ساری سرحدیں توڑ دیں، نت نئے اور نوع بنوع مظالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء پر توڑے گئے، جسم اطہر پر اوجھ ڈالی گئی، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گیا، ان مصائب وآلام اور آزمائش کے ساتھ دعوت کا کام جاری رہا، آپ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے طائف گئے، وہاں کے اوباشوں نے آپ پر پتھر کی بارش کر دی، پائے مبارک لہولہان ہو گئے، زخموں سے چور جب آپ بیٹھ جاتے تو اوباش بچے آپ کو اٹھا دیتے اور جب چلنے لگتے تو پتھر برساتے، دل ودماغ کا منتشر ہونا لازمی تھا اور زبان مبارک پر دعاؤں کا جاری ہونا تقاضۂ بندگی، اللہ ہر حال سے واقف تھا اور محبوب کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنا چاہتا تھا، اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکاون برس نو مہینے کی ہوئی اور منصب نبوت اور اعلان نبوت پر دس سال گذر گیے تو اللہ نے جیتے جاگتے، جسم وروح کے ساتھ اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا، تاریخ ۲۷؍رجب کی تھی،، جب آدم خاکی کو اللہ نے ایسا عروج عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا، قربت الٰہی کا وہ مقام کسی اور کے نصیبے میں نہیں آیا ہے، اور نہ آئے گا، سفر کے لیے تیز رفتار سواری براق فراہم کرائی گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لایا گیا، تمام انبیاء کی امامت کرائی گئی عروج مسجد اقصیٰ سے شروع ہوا، آسمان وزمین کی سیر کرائی گئی، جنت وجہنم کا مشاہدہ کرایا گیا، بدعملی کی سزا دکھائی گئی، انبیاء ورسل سے ملاقات کرائی گئی اور پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ سے بیت المعمور تک پہونچے، جبرئیل نے بھی ساتھ چھوڑا، دو نیزے اور اس سے کم کی دوری خلوت میں رہ گئی، تو اللہ رب العزت نے محبوب کو تحفے پیش کیے اور جو حکم دینا تھا، دیا، بندگی صرف رب کے کرنے کی ہدایت دی گئی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم سے نوازا گیا، ان کو جھڑکنے اور اف کہنے تک کی ممانعت کی گئی، ان کے لئے محبت وشفقت سے کاندھے جھکانے اور بارگاہ خداوندی میں ان کے لیے رحمت کی دعا مانگنے کی تلقین کی گئی، قتل وزنا وعدہ خلافی، یتامیٰ کے مال پر تصرف سے دور رہنے کو کہا گیا، فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی گئی اور فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا، اس موقع سے سب سے بڑا تحفہ نماز کا ملا، ساری عبادتیں اسی زمین پر نازل کی گئیں اور جبریل کے ذریعہ بھیجی گئیں، لیکن نماز کا تحفہ رب نے اپنے یہاں بلا کر عطا فرمایا، اب کسی کو معراج نہیں ہوگی، لیکن مؤمن اگر اپنے اندر معراج کی کیفیت محسوس کرنا چاہتا ہے تو اسے نماز سے لو لگانا ہوگا، نماز اللہ سے سرگوشی کا بہترین ذریعہ ہے، اسی لیے نماز کو معراج المؤمنین کہا گیا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں سرگوشی کی، اپنی باتیں رکھیں، امت کی فلاح کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کی سلامتی میں نیک ایمان والوں کو شامل کرلیا اسی طرح بندہ بھی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی باتیں دعاؤں کی شکل میں اللہ کے سامنے رکھتا ہے، اپنے سلام میں نیک بندوں کو شامل کرتا ہے، اللہ کی مسلسل عبادت کے نتیجے میں اس کی بندگی اس احساس کے ساتھ ہوتی ہے کہ جیسے وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر اس مقام تک نہیں پہونچتا ہے تو کم از کم وہ یقین واعتماد کے اس مقام تک پہونچ جاتا ہے جہاں ہر وقت اسے خدا کی نگرانی اور اس کے دیکھنے کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، یہ مقام پہلے سے کمتر سہی، لیکن اس مقام کو بھی پا لینے کے بعد گناہوں کے ارتکاب، بدعملی اور بے عملی سے انسان نجات پا جاتا ہے، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور کوئی کام بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر میں نہیں کر سکتا۔

معراج کا واقعہ سادہ سا واقعہ نہیں ہے، یہ اس بات کا اعلان ہے کہ آپ نبی قبلتین ہیں اور آپ کی آمد سے صدیوں سے جاری بنی اسرائیل کی تولیت کا خاتمہ ہو گیا اور اب قیامت تک یہ مقام ومنصب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا گیا، قرآن کریم میں اس سفر کے جو مقاصد بیان کیے گیے ان میں سے ایک، آسمان وزمین کی کچھ نشانیاں دکھانی تھیں، یہ نشانیاں کیا تھیں، ہمارے پاس اس کی ترجمانی کے لیے الفاظ نہیں ہیں، کیوں کہ الفاظ کا دائرہ ہمارے محسوسات مشاہدات اور تعلقات سے آگے نہیں بڑھتا، واقعہ یہ ہے کہ عالم بالا کی نشانیاں انسانی محسوسات اور عقل وتصور سے ماورا ہیں، اوپر کی چیز ہیں، اس لیے اس کی عکاسی الفاظ میں ممکن نہیں، اللہ کے فضل وتوفیق اور اس کی قدرت کاملہ کے طفیل اللہ کی ان نشانیوں کو الفاظ کا جامہ پہنا بھی دیا جائے تو انسانی دماغ، ان کے سمجھنے کے بعد قوت برداشت کہاں سے لائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ معراج کے واقعہ پر جسمانی، روحانی، بیداری اور خواب کی حالت کے حوالے سے بڑی بحثیں کی گئی ہیں، سب نے فہم وفراست کے دائرہ میں اسے دیکھا اور چونکہ معیار فہم الگ الگ ہیں، اس لیے اختلافات ہوئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا، یعنی نہ تو یہ مکمل خواب تھا اور نہ یہ ایسا واقعہ تھا جسے جاگے میں دیکھا جاتا ہے، یعنی ان دونوں سے الگ حالت تھی اور انسان یا تو سوتا ہے یا جاگتا ہے، اس لیے الفاظ بھی اس کے یہاں انہیں دونوں حالات کے لیے پائے جاتے ہیں۔

ایک تیسری حالت جو معراج کی رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر گذری، ہمارے فہم وادراک سے بالا اور ہمارے پاس اس کی تعبیر کے لیے الفاظ نہیں ہے۔ رہ گئی بات عقل وخرد کی، تو معجزات اسی کو کہتے اس کو ہیں جو فطری نہ ہو، خرق عادات پر مشتمل ہو، اس کے باوجود ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ جسمانی معراج بھی عقل وخرد سے بعید نہیں ہے؛ کیونکہ جو اللہ آسمان ستارے اور سیارے کو فضا میں تھام رکھنے پر قادر ہے، اس کے ذریعہ انسانی جسم کو خلا میں لے جانے اور روشنی کی رفتار سے زیادہ تیز لے جانے میں کون سی بات خلاف عقل ہے، ہندوستان میں اس واقعہ کی یاد میں شب معراج ہر سال منایا جاتا ہے، بعض لوگ روزے رکھتے ہیں اور بعض جشن معراج نبی منعقد کرتے ہیں، جلسے جلوس کا اہتمام ہوتا ہے، ہمیں خوب یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس شب معراج کے بعد اب کوئی دوسری شب معراج نہیں آئے گی، تاریخیں آتی جاتی رہتی ہیں، لیکن اس کو اس معراج سے کیا نسبت ہے، جس رات آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، خوب سمجھ لینا چاہیے کہ شب معراج ہر سال نہیں آتی، صرف تاریخیں آتی ہیں، اور یہ یاد دلاتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے آدم خاکی کو کیسا عروج بخشا ہے، بقول اقبال

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

عام بجٹ: اعداد وشمار کی بازی گری

مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے بقول ان کے ''امرت کال'' کا پہلا اور اپنے دور کا پانچواں بجٹ پارلیامنٹ میں پیش کیا اور کہا کہ یہ بجٹ سات نکاتی ہے، اس میں ہمہ جہت ترقی، آخری صف کے آخری آدمی تک پہونچنے بنیادی ڈھانچے اور سرمایہ کاری، مواقعات کی توسیع، سبز خوش حالی وترقی، نوجوانوں کی قوت اور معاشی معاملات کو سامنے رکھا گیا ہے 03-45 لاکھ کروڑ روپے کا یہ بجٹ گذشتہ سال کے مقابلے 58-5 لاکھ کروڑ زیادہ ہے، اس بجٹ کے بعد سگریٹ، پیتل، چھاتا، غیر ملک سے برآمد باورچی خانے کی چمنی، سونا، درآمد چاندی، پلاٹینم، کپڑے اور غیر ملکی کھلونے مہنگے ہوں گے، جب کہ موبائل فون، ٹی وی سیٹ، کچن چمنی، کیمرے وغیرہ سستے ہوں گے۔

بجٹ کا ایک اہم جزیہ ہوتا ہے کہ رقم کہاں سے آئیگی اور کہاں خرچ ہوگی، اس میں جو اعداد وشمار دستیاب کرائے گئے اس کے مطابق کمپنی ٹیکس، انکم ٹیکس سے پندرہ پندرہ پیسے، جی اس ٹی اور دیگر ٹیکس سے سترہ پیسے، قرض اور دیگر ذرائع سے چونتیس پیسے، کسٹم سے چار پیسے، سنٹرل اکسائز ڈیوٹی سے سات پیسے، غیر ٹیکس کی رسیدات سے چھ پیسے اور غیر قرض دار سرمایہ کی رسیدوں سے دو پیسے اس طرح آمد کا سو فی صد پورا کیا جائے گا، جب کہ ان سو پیسوں میں سے سنٹرل اسکیم میں سترہ پیسے، سود کی ادائیگی میں بیس پیسے، دفاعی شعبہ پر آٹھ پیسے، سبسڈی کی ادائیگی میں سات پیسے، ٹیکس میں ریاستوں کی حصہ داری اٹھارہ (18) پیسے، پنشن کے مد میں چار پیسے، مرکزی منصوبوں میں حصہ داری اور دیگر امور میں نو، نو پیسے اور دیگر اخراجات پر آٹھ پیسے صرف کیے جائیں گے۔

بجٹ میں عوام سے بہت سارے وعدے بھی کیے گیے ہیں، ایک سو ستاون نرسنگ کالج، تیس (30) اسکل انڈیا انٹرنیشنل سنٹر، 5G خدمات کے لیے ایک سو لیپ قائم کیے جائیں گے، ایک کروڑ کسانوں کو امداد دی جائے گی، تین سال کے اندر سات سو چالیس ماڈل رہائشی اسکولوں میں اڑتیس ہزار آٹھ سو اساتذہ وملازمین کی تقرری عمل میں آئے گی، وزیر اعظم رہائشی منصوبہ کے لیے 79 ہزار کروڑ روپے، چھوٹی صنعتوں کے قرض کے لیے نو (9) ہزار کروڑ روپے، وزارت دفاع کے لیے 5.94 کروڑ روپے خرچ کیے جائیں گے، زرعی قرض کے لیے بیس لاکھ کروڑ روپے مختص کیے گیے ہیں، اقلیت کے بجٹ میں دو ہزار کروڑ روپے کم کر دیے گیے، ان تمام اسکیموں کی رقم گھٹا دی گئی ہے، جس سے اقلیتوں اور سماج کے دبے کچلے لوگوں کو فائدہ پہونچتا تھا، مثال کے طور پر منریگا کو پیش کیا جا سکتا ہے، جس سے مزدوروں کو یومیہ مزدوری ملا کرتی تھی، مولانا آزاد ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کو صرف دس لاکھ روپے دیے گیے ہیں، اس کو تو اب بند ہی سمجھنا چاہیے، یو پی اس سی کی تیاری کے لیے اقلیتی طلباء کے لیے جو اسکیم چل رہی تھی اسے بھی بند کر دیا گیا ہے۔

اس بجٹ میں نئے ٹیکس کا نظام بنایا گیا ہے، جس کے تحت سات لاکھ روپے تک کی آمدنی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، البتہ اگر سات لاکھ سے ایک روپے زائد کی رقم دکھائی گئی تو پھر تین لاکھ سے چھ لاکھ تک پانچ فی صد اور چھ سے نو لاکھ تک دس فیصد ٹیکس دینا ہوگا، نو سے بارہ لاکھ آمدنی پر پندرہ فی صد اور بارہ سے پندرہ لاکھ روپے پر بیس فی صد اور پندرہ لاکھ سے زائد سالانہ آمدنی پر تیس فی صد کا سلیب لاگو ہوگا۔

اس بجٹ پر جو تبصرے آئے ہیں وہ حسب سابق متضاد ہیں، وزیر اعظم نریندر مودی کا خیال ہے کہ بجٹ میں خوش حال ہندوستان کا عزم ہے، راہل گاندھی کا کہنا ہے کہ یہ ''متر کال'' کا بجٹ ہے اور مرکز کے پاس مستقبل کا کوئی خاکہ نہیں ہے، وزیر اعلیٰ بہار کی نظر میں عام بجٹ مایوس کن ہے اور اس میں دور اندیشی کا فقدان ہے۔

مجموعی طور پر اس بجٹ کی تیاری میں آئندہ سال پارلیامنٹری اور امسال کے نو ریاستوں میں ہونے والے انتخاب کو سامنے رکھا گیا ہے، جو غیر بھاجپائی اقتدار والی ریاستیں ہیں ان کے مفاد کی ان دیکھی کی گئی ہے اور جن منصوبوں کا اعلان کیا گیا ہے، ان میں کارپوریٹ گھرانوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے، کیوں کہ انتخاب لڑنے کے لیے روپے بھاجپا کو وہیں سے ملتے ہیں، اس لیے ان پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے تاکہ ان کی دوستی پر حرف نہ آئے، بجٹ کے بارے میں عام رائے یہی ہے کہ یہ اعداد وشمار کی بازی گری ہے اور عوام کو ان بازی گروں نے یا تو دھوکہ دیا ہے یا اعداد وشمار سے لبھایا ہے، اس طرح یہ بجٹ شاعر کے اس شعر کے مصداق ہے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

یادوں کے چراغ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی بھاگلپوریؒ

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ کے سابق رکن، خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ کے اکابر کے معتمد خاص، جامع العلوم پٹکا پور کان پور، دار العلوم اسلام نگر رانچی، جامعہ ام سلمہ دھنباد، مدرسہ احیاء العلوم ناتھ نگر بھاگلپور کے سابق استاذ، ماہنامہ خورشید بریلی، ماہنامہ الفاروق بھاگلپور اور دیش بدیش بھاگلپور کے سابق مدیر محترم، آل انڈیا ملی کونسل کے سابق سکریٹری مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناتھ نگر بھاگلپور کا 7 فروری 2023 بروز منگل تین بجے صبح انتقال ہوگیا، جنازہ کی ادائیگی اسی دن بعد نماز عصر ناتھ نگر میں ہوئی ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں مولانا مفتی محمد الیاس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر بھاگلپور نے پڑھائی، اور ناتھ نگر کے مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کا پیغام تعزیت قاضی شریعت بھاگلپور مولانا خورشید عالم صاحب نے پڑھ کر سنایا اور جامعہ رحمانی مونگیر کی نمائندگی کرتے ہوئے حافظ محمد امتیاز رحمانی نے مرحوم کے اوصاف وکمالات کا ذکر کیا، پس ماندگان میں دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں، جن میں ایک صاحب زادہ مولانا خالد فیصل ندوی دار العلوم ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اہلیہ 2016 میں وفات پاچکی تھیں

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی ولادت یکم جنوری 1931 کو ناتھ نگر بھاگلپور میں جناب عبد الغنی بن حاجی خورشید کے گھر ہوئی، مولانا کی نانی ہال صاحب گنج تھی، ابتدائی تعلیم ناتھ نگر ہی میں مولانا عبد الماجد صاحب سے پائی، آگے کی تعلیم کے لیے دار العلوم مئو تشریف لے گیے اور وہاں سے دار العلوم دیو بند کا رخ کیا اور 1956 میں سند فراغ پائی، فن قرأت وتجوید کی تعلیم مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ سے حاصل کیا، تدریسی خدمات مختلف مدارس میں انجام دیتے رہے، جس کا ذکر اجمالا اوپر آچکا ہے، فطری انسیت صحافت سے تھی، جس کی تربیت انہوں نے عبد الوحید صدیقی غازی پوری ثم دہلوی سے پائی تھی، بعد میں یہ ذوق ان کے اوپر غالب ہوگیا، چنانچہ کئی رسائل اور اخبارات کے مدیر رہے، روزنامہ دیش بدیش کے لیے مسلسل لکھتے رہے، الفاروق کا بھاگلپور فساد نمبر نکالا؛ جو لوگوں کے لیے فساد کے مضمرات اور حقیقی تجزیہ میں بڑا معاون ثابت ہوا، صحافی ہونے کی حیثیت سے ان کی نگاہ بڑی دور رس تھی، وہ ملکی اور غیر ملکی خبروں پر یکساں نظر رکھتے تھے، اور حسب موقع لکھتے بھی تھے اور مجلسی گفتگو میں اس پر سیر حاصل بحث بھی کیا کرتے تھے۔

صحافت ان کے لیے خدمت کا ذریعہ تھا وہ اسے پیشہ کہنا بُرا سمجھتے تھے، خدمت ہی کے نقطہ نظر سے انہوں نے ہندوستان کی مرکزی اور ملی تنظیموں سے اپنا رشتہ آخری دم تک استوار رکھا، خانقاہ رحمانی مونگیر، امارت شرعیہ، آل انڈیا ملی کونسل، تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کی تحریکات اور کاموں کو آگے بڑھانے میں وہ ان کے دست وبازو بن کر کام کرتے، وہ مختلف ملی تنظیموں میں تفریق کے قائل نہیں تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ نام الگ ہے، طریقہ کار اور ترجیحات میں فرق ہے، لیکن سب ملت کی سر بلندی اور سماج میں مسلمانوں کو باوقار مقام دلانے کے لیے سرگرم عمل ہیں، اس لیے ان کے کاموں میں رفیق بننا چاہیے، فریق نہیں، فریق بننے سے کام بگڑتا ہے اور رفیق بننے سے کام آگے بڑھتا ہے، اپنے اس فکر کی وجہ سے وہ بھاگلپور ہی نہیں، ہندوستان کی مرکزی ملی تنظیموں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، مختلف وقتوں میں وہ تعلیمی اداروں کے منظّم اور تنظیموں کے رکن رہے اور اپنی بہتر خدمات ان کے لیے فراہم کیں۔

بھاگلپور فساد کے موقع سے انہوں نے امارت شرعیہ کے وفد کے ساتھ ریلیف کا کام کیا اور کہنا چاہیے کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر کیا، فساد کے حوالہ سے جو مقدمات ہوئے تھے اس کی پیروی میں بھی انہوں نے اپنی توانائی لگائی، اور جو کچھ بن پڑا کرتے رہے۔ ان کی کوششوں سے کئی مجرمین جیل تک پہونچے اور انہیں سزا ہوئی۔

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے آل انڈیا ملی کونسل قائم کیا تو وہ اس کو استحکام بخشنے میں لگ گیے، مئی ۲۰۰۱ء میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے انہیں مرکزی دفتر دہلی میں ہمہ وقتی سکریٹری مقرر کیا تھا، بہت دنوں تک وہ آل انڈیا ملی کونسل کے دفتر کے سکریٹری رہے، اس حیثیت سے انہوں نے دفتری نظم ونسق کو مزید بہتر بنانے کے لیے کام کیا، ریاستی تنظیموں سے روابط مضبوط کیے، تنظیموں کے استحکام وتوسیع کے لیے کام کیا تنظیمی دورے کیے، لیکن دہلی کی سیاسی فضا انہیں راس نہیں آئی اس کے اثرات کو قبول کرنا انہیں منظور نہیں تھا، چنانچہ دہلی چھوڑ کر وہ پھر بھاگلپور چلے آئے، اور آخری دم تک بھاگلپور کو ہی اپنا میدان عمل بنائے رکھا، قاضی صاحبؒ نے آزادی کے پچاس سال مکمل ہونے پر کاروان آزادی نکالا تو بہت جگہوں پر وہ کارواں کے رفیق سفر رہے۔

میری ملاقات ان سے ملی کونسل کے قیام کے بعد ہوئی، ایک زمانہ میں، میں بھی بہار ملی کونسل کا سکریٹری تھا، اس عہدہ کی وجہ سے بار باران سے ملاقاتیں رہیں، مختلف موضوعات پر ہم لوگوں نے لکھا اور کئی موقع سے اسٹیج پر ایک ساتھ تقریر کا موقع ملا۔

بھاگل پور جب بھی جانا ہوا، مولانا مرحوم سے ملاقات کی کوشش کی، کبھی ملاقات ہوئی اور کبھی نہیں، جب تک اعضاء وجوارح کام کرتے رہے خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ آنا جانا ہوتا رہا، قویٰ نے جواب دے دیا اس کے باوجود کوئی آتا تو امارت کے خدام کی خیریت دریافت کرتے۔

دیش بدیش بھاگل پور کی اشاعت بہت نہیں تھی، لیکن جو لوگ خبروں کے پیچھے جھانکنے اور تجزیہ کا ذوق رکھتے ہیں وہ مولانا کی تحریروں کو پڑھنے کے لیے ہی یہ اخبار دیکھا کرتے تھے، اس سے قارئین کو مختلف مسائل پر بھرپور واقفیت ملتی تھی، ملی مسائل کے ساتھ انہوں نے خصوصیت سے مسلم معاشرہ میں پھیلی بے راہ روی پر لکھا اور خوب لکھا، انہوں نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک اصلاح معاشرہ کے لیے کام کیا اور قدم سے قدم ملا کر چلتے رہے۔

مولانا کی شخصیت کئی اعتبار سے قابل قدر تھی، ایسی بافیض شخصیت کا جدا ہو جانا ہم سب کے لیے افسوس کا باعث ہے، ایسے موقع سے لوگ رنج وغم کی بات کرتے ہیں، غم تو فطری ہے ہوتا ہے، اور ہونا چاہیے، لیکن رنج کا کوئی موقع نہیں ہے، کیوں کہ موت تو اللہ کی جانب سے ہے، بندوں کو اللہ کے کسی عمل پر رنج ہونے کا حق نہیں ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل بخشے آمین یارب العالمین۔

کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

سفرنامہ کافن اور شمالی ہند کے سفرنامے

ڈاکٹر محمد اشتیاق احمد اپنے قلمی نام اشتیاق احمد شاکر سے مشہور ہیں، 15 اپریل 1985 کو محمد غیاث الدین صاحب کے گھر آنکھ کھولنے والے اس مصنف کا آبائی گاؤں چھمن پور بوجگاؤں وایا قصبہ ضلع پورنیہ ہے، تعلیمی لیاقت بی ایڈ، ایم اے، پی ایچ ڈی ہے، مطلب تعلیمی لیاقت اور اسناد مضبوط ہے، پڑھنا اور پڑھانا یہی مشغلہ رہا ہے، حیدر آباد، بہار اور جھارکھنڈ کے کئی اسکولوں سے مختلف اوقات میں وابستگی رہی ہے، سفرنامہ کا فن اور شمالی ہند کے سفرنامے، آزادی کے بعد ان کا پی اچ ڈی کا مقالہ ہے، جو تین ابواب پر مشتمل ہے اور جس میں سفرنامہ نگاری کا فن، سفرنامے کی روایت اور اردو سفرنامہ نگاری اور (آزادی کے بعد) اردو کے اہم سفر ناموں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے، اس کتاب کی خصوصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنف نے خود لکھا ہے کہ

”ادب کے موجودہ عصری منظرنامہ میں یہ کتاب طرز احساس کے اعتبار سے اور نئے ادبی رجحان کو معرض وجود لانے کے سلسلے میں ایک پہل ہے، جس میں سفرنامہ کا نظریہ بہت واضح طور پر موجود ہے، دیکھنے پرکھنے اور پیش کرنے کی جامعیت کی پذیرائی ہوگی، اسکا یقین ہے۔“ (صفحہ:6)

کتاب کا آغاز والدین ماجدین اور مشفق اساتذہ کرام کی محبتوں اور شفقتوں کے نام ہے، جن کی رہنمائی، حوصلہ افزائی اور شفقتیں مصنف کے ساتھ رہیں اور جو زندگی کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئیں، انتساب کے معا بعد مصنف کا پیش لفظ ہے، جس کا ایک اقتباس اوپر نقل کیا گیا ہے، اس کے بعد مصنف اپنا رخ موضوع کی طرف کیا ہے اور بات شروع ہوگئی ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مصنف نے کسی بھی اہل علم وقلم سے اس کتاب پر مقدمہ، پیش لفظ، حرف چند اور تأثرات لکھوانے سے قصداً گریز کیا ہے، یہ گریز مصنف کی خود اعتمادی کو بتاتا ہے، انہوں نے اس فارمولے پر عمل کیا ہے کہ مشک کی خوشبو مشام جاں کو خود ہی معطر کر دیتی ہے، اسے کسی اور کو بتانے اور کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، انہوں نے اس کتاب کی اہمیت بیان کرنے اور کروانے کے لیے کسی دوسرے کا سہارا نہیں لیا ہے، جو کچھ ہے اور جیسا کچھ ہے قارئین کی خدمت میں بلا واسطہ پیش کر دیا ہے۔

زندگی مستقل ایک سفر ہے، اس سفر کی روداد، آپ بیتی کی شکل میں لکھنے کا رواج قدیم ہے، ہماری زندگی کا بیش تر حصہ مختلف جگہ اور مختلف قسم کے اسفار میں گذرتا ہے، ان اسفار کی تفصیلات اگر سفرنامے کی شکل میں آجائیں اپنی نوعیت کے اعتبار سے ان کا موضوع اور مواد جو بھی ہو ان کا پڑھنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوتا، سفر کے مقاصد الگ الگ ہوتے ہیں، لیکن سب میں ”سیروفی الارض“ کے خدائی احکام کی تعمیل ہوتی ہے، کوئی سفر سے معاش حاصل کرتا ہے کوئی عبرت پکڑتا ہے، اور تاریخ کے دفینوں کو مشاہدے کے ذریعہ اپنے دماغ کو منور کرنے کے بعد اسے دوسروں تک پہونچانے کی کوشش کرتا ہے، اسی کو سفرنامہ نگاری کے فن سے مصنف نے تعبیر کیا ہے۔ کتاب کا پہلا باب اسی عنوان سے ہے، جس میں مصنف نے سفرنامہ کا تعارف، سفرنامہ کے محرکات، موضوع، اسلوب، ہیئت، سفرنامے کی اہمیت وافادیت پر اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔

یہ سفرنامے ایک طرح کے نہیں ہوتے، کیوں کہ لکھنے والوں کی صلاحیتیں الگ الگ ہوتی ہیں، بعض کا مشاہدہ قوی ہوتا ہے اور بعض کا کمزور، بعض کو جزئیات نگاری میں کمال ہوتا اور بعض کو منظر نگاری میں، کوئی سرسری سا اس جہاں سے گذر جاتا ہے، اور کوئی اس طرح دنیا کو دیکھتا ہے کہ وہ سفرنامے ”جہاں دیدہ“ کے ”جہانِ دیدہ“ بن کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔

ڈاکٹر اشتیاق احمد شاکر نے ہر قسم کے سفرناموں پر روشنی ڈالی ہے، ان کے قلم میں تعلیمی وعلمی سفرنامے، سیاسی سفرنامے، مذہبی سفرنامے، داستانوی یا فرضی سفرنامے سبھی آگیے ہیں، انہوں نے سفرناموں کے ابتدائی نقوش کا جائزہ بھی لیا ہے اور سفرنامہ نگاری کے آغاز وارتقاء پر سیر حاصل گفتگو کے بعد آزادی کے قبل کے بیس سفرناموں پر اپنی تفصیلی تحقیق پیش کی ہے۔

اس باب سے نمٹنے کے بعد انہوں نے آزادی کے بعد اردو کے اہم سفرناموں کا اجمالی تعارف کرایا ہے، جس میں اٹھارہ سفرنامے شامل ہیں، اس سلسلے کا اختتام ڈاکٹر ارشد جمیل کے سفرنامہ غبار سفر پر ہوتا ہے۔ اس فہرست میں رضا علی عابدی کا مشہور سفرنامہ جرنیلی سڑک بھی موجود ہے۔ دیگر سفرناموں میں رہ نورشوق - سید عابد حسین، جرمنی میں دس روز - علی احمد فاطمی، سیر کر دنیا کی غافل - صغریٰ مہدی، ساحل اور سمندر - سید احتشام حسین، ازبکستان انقلاب سے انقلاب تک - پروفیسر قمر رئیس، سفر آشنا - گوپی چند نارنگ، خوابوں کا جزیرہ مورشیش - دردانہ قاسمی، دیکھا ہم نے استنبول - ڈاکٹر صبیحہ انور، یوروپ کا سفرنامہ - س اعجاز، استنبول سے استنبول تک - ادریس صدیقی، سیاحت ماجدی - مولانا عبد الماجد دریا آبادی، دو ہفتے امریکہ میں - بدر الحسن قاسمی، لندن یاترا - ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، چراغ راہ گذر - ظہیر انور، یہ جو ہے پاکستان - شویندر کمار اور دنیا کو خوب دیکھا - پروفیسر محسن عثمانی ندوی خاص طور سے قبل ذکر ہیں۔

دوسو سینتالیس صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت تین سو پچاس روپے ہے، طباعت روشان پرنٹرس دہلی 6 کی ہے ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ناشر ہے، طباعت عمدہ اور ٹائٹل دیدہ زیب ہے، ڈیڑھ درجن سے زائد مکتبوں کے پتے درج ہیں، جہاں سے یہ کتاب حاصل کی جاسکتی ہے، آپ چاہیں تو 9182165095 پر فون کر کے بلا واسطہ مصنف سے طلب کر سکتے ہیں۔

حکایات اہل دل

صاف گوئی

حضرت یزید ابن حبیب (تابعی) بڑے حق گو عالم دین تھے، آپ کو بڑے سے بڑے جابر وظالم حاکم کے سامنے کلمۂ حق کے اظہار میں ادنیٰ تامل بھی نہ ہوتا تھا، ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے تو مصر کا گورنر حوثرہ ابن سہیل آپ کی عیادت کے لئے آیا اور دریافت کرنے لگا اے ابورجاء (حضرت یزید کی کنیت) جس کپڑے پر مچھر کا خون لگ گیا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور جواب میں کچھ نہیں فرمایا، پھر جب حوثرہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا تم روزانہ مخلوق خدا کا خون بہاتے ہو اور مجھ سے مچھر کے خون کا مسئلہ دریافت کرتے ہو۔

ایک بادشاہ کی دینی غیرت

تاریخ کی کتابوں میں معتصم باللہ کے عہد حکومت کا ایک بڑا اسبق آموز واقعہ نظروں سے گذرا، مورخین اور سیرۃ نگاروں نے لکھا کہ بادشاہ معتصم باللہ کے رعب ودبدبہ اور جاہ وجلال سے صہیونی حکومتیں بھی خوف زدہ رہتی تھی، عجیب اتفاق یہ ہوا کہ ابھی انہیں اقتدار سنبھالے کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ ادھر روم کے عیسائی بادشاہ نے ایک مسلمان برقعہ پوش خاتون کو حجاب زیب تن کرنے کی پاداش میں قید خانہ میں ڈال دیا، اس بے گناہ خاتون نے بڑے کرب ودرد سے ''وامعتصم'' اے معتصم میری مدد کر، کی صدا لگائی، جب اس مصیبت زدہ خاتون کی صدا کسی کے ذریعہ معتصم کے کانوں تک پہونچی تو اس کی دینی حمیت جوش میں آگئی اور اپنے قاصد کو روم بھیجا اور کہا کہ اے بادشاہ سلامت! یا تو تم اس بے گناہ عورت کو آزاد کردو یا انجام بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ، مگر رومی بادشاہ نے کوئی توجہ نہ دی، چنانچہ معتصم باللہ صرف اس خاتون کی جان اور عزت وآبرو کو بچانے کی خاطر پوری سلطنت کو داؤ پر لگا دیا اور اس کے خلاف فوج کشی کردی، رومی افواج سے مقابلہ ہوا، لیکن وہ مسلم افواج کے سامنے ٹھہر نہ سکی اور شکست سے دوچار ہوگئی اور آخر میں اس خاتون کو باعزت حراست سے آزاد کردینے پر معاہدہ ہوا اور پھر جنگ رک گئی۔

اب ذرا غور کیجئے کہ ایک مسلم بادشاہ نے ایک عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت کیلئے سب کچھ قربان کر دیا، کیا ہم خود اپنی بچیوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے اپنی دینی غیرت کو بھی نہیں ابھار سکتے۔

علم حدیث میں خواتین کا کمال

کریمہ بنت احمد ایک مشہور خاتون گذری ہیں، ابن اثیر نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حدیث کی رکن رکین تھیں، ان کے درس حدیث کی اتنی شہرت تھی کہ بڑے بڑے علماء شریک ہوتے تھے اور ان کے زمانہ کے تمام علماء کرام ان کے علم وفضل کے معترف تھے، ہرات کے مشہور محدث ابوذر نے اپنے شاگردوں کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد بخاری شریف کا درس کریمہ کے علاوہ کسی دوسرے سے نہ لیں، بخاری شریف پر ان کو اس قدر عبور حاصل تھا کہ خطیب بغدادی نے محض پانچ روز میں ان سے بخاری کا دور کیا تھا، ان کے علاوہ بھی خواتین کی ایک لمبی فہرست ہے، جنہوں نے خوب سے خوب تر علوم دینیہ کی خدمت کی اور لوگوں تک پہونچایا، چنانچہ علماء نے ان خواتین کے متعلق مفصل رسالے اور کتابیں بھی لکھی ہیں، ان کا مطالعہ کرنے سے تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔

استاد کے ادب کی یہ بھی ایک مثال ہے

مورخین نے لکھا کہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے کو علم کے حصول کے لئے امام اصمعیؒ کے پاس بھیجا، ایک مرتبہ ہارون الرشید گئے تو دیکھا کہ شہزادہ ان کو وضو کرا رہا ہے، وہ پانی ڈالتا ہے اور امام اصمعیؒ اعضاء دھو رہے ہیں، ہارون الرشید نے امام اصمعیؒ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے پاس اسے علم اور ادب سکھلانے کے لئے بھیجا تھا، آپ اس کو کیا ادب سکھلا رہے ہیں؟ اس کو یہ حکم کیوں نہیں دیتے کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کا پیر مل کر دھوئے۔ (تعلیم المتعلم، طریق العلم)

حماد بن سلمہ کی ہمشیرہ عاتکہ فرماتی ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ہمارے گھر کی روٹی بیچتے تھے اور ہمارے لئے دودھ اور ترکاری خرید کر لاتے تھے اور اس طرح کے بہت سے کام کیا کرتے تھے، حماد امام ابوحنیفہؒ کے استاذ ہیں، اس وقت کیا کوئی سمجھ سکتا تھا کہ حماد کے گھر کا یہ خادم تمام عالم کا مخدوم ہوگا۔

حسد اور غیبت سے بچیئے

مدرسہ نظامیہ میں شیخ سعدیؒ تعلیم حاصل کر رہے تھے تو انہوں نے اپنے شیخ سے اپنے ایک ساتھی کی شکایت کی کہ فلاں مجھ سے برابر حسد کرتا ہے تو استاذ نے جواب دیا کہ اگر وہ ایک راستہ سے جہنم میں جا رہا ہے تو تو بھی دوسرے راستہ سے جہنم میں جانے کی کوشش کر رہا ہے، یعنی ساتھی حسد کی وجہ سے جہنم رسید ہوا تو تو غیبت کی وجہ سے جہنم رسید ہوگا۔

کسی کے راز کو افشا نہ کیجئے

حضرت عمرؓ ایک رات عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں گشت کرنے نکلے، ایک جگہ روشنی دیکھ کر ٹھہر گئے، پھر مکان کے اندر داخل ہوگئے، وہاں دیکھا کہ ایک ضعیف العمر شخص شراب نوشی میں اور گانے بجانے میں مشغول ہے، حضرت عمرؓ نے کہا اے پیر ضعیف یہ کیا مناظر ہیں؟ تو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے دو برے کام کئے، ایک تجسس کیا یہ بھی شرعاً منع ہے، دوسرے بلا اجازت آپ میرے مکان میں داخل ہوئے یہ بھی خلاف شرع کام آپ نے کیا ہے، اس کی بات سن کر حضرت عمرؓ چپ چاپ وہاں سے نکل آئے، مدت دراز کے بعد بڈھا حضرت عمرؓ کی مجلس میں اتفاقاً ایک دن حاضر ہوا، حضرت عمرؓ نے اسے پہچان لیا، فرمایا ''علی بھذا الشیخ'' اس بوڑھے کو میرے پاس لاؤ، وہ ضعیف شخص ڈر گیا کہ آج میری خیر نہیں، کوئی تادیبی کارروائی ضرور کی جائے گی، لیکن اس کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عمرؓ نے قریب کرتے ہوئے اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور میرے کان میں چپکے سے فرمایا: قسم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے والے رب کی ''ما اخبرت احدا من الناس مارأیت منک'' یعنی جو کچھ میں نے تیرے عیوب کو دیکھا تھا آج تک میں نے کسی انسان سے نہیں بتایا، پھر فرمایا میرے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ تھے، ان سے بھی میں نے نہیں کہا ہے، تو اس بڈھے نے کہا میں نے بھی اسی دن شراب نوشی اور گانے بجانے سے توبہ کرلی ہے۔

حضرت عمرؓ کے اس طرز عمل سے معلوم ہوا کہ کسی کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہئے، بلکہ در پردہ اس کی اصلاح کرنی چاہئے، لوگ خود برائیوں سے نائب ہو جائیں گے اور آپس میں بدگمانی نہیں ہوگی۔

عدل پروری

اسپین کا اموی خلیفہ الحکم بڑا عادل اور منصف مزاج تھا، ایک مرتبہ الحکم کے محل کی توسیع کی گئی تو اس میں ایک غریب بیوہ کی جائداد بھی آگئی اس سے کہا گیا کہ اپنی جائداد کی معقول قیمت لے لو اور یہ زمین مجھے دیدو، مگر بیوہ رضامند نہ ہوئی، تو اس نے جبراً یہ زمین لے کر محل میں توسیع کرا دی، عورت نے قاضی کے سامنے استغاثہ پیش کیا، قاضی نے کہا ذرا ٹھہر جا، میں انصاف سے کام لوں گا۔

جس دن خلیفہ الحکم پہلے پہلے محل کے معائنہ کے لئے آیا تو قاضی صاحب ایک گدھا اور خالی بورا لے کر پہنچ گئے، الحکم سے ملاقات ہوئی تو قاضی نے کہا امیر المومنین مجھے اس زمین کی مٹی چاہئے اگر اجازت ہو تو لے لوں، خلیفہ نے ہنس کر اجازت دے دی، قاضی صاحب نے اچھی طرح بورا مٹی سے بھر لیا اور خلیفہ سے بورے کو گدھے پر رکھنے میں مدد کی درخواست کی، خلیفہ قاضی کی اس حرکت کو صرف مذاق سمجھ رہا تھا، اس لئے قاضی کی اعانت کے لئے آگے بڑھا اور دونوں بورا اٹھانے لگے، مگر وزن زیادہ تھا، اس لئے بورا نہ اٹھا سکا اور خلیفہ ہانپ گیا، قاضی صاحب نے کہا: امیر المومنین! اس بوجھ کو آپ اٹھا نہ سکے تو قیامت کے روز یہ بڑھیا کی زمین جسے ضبط کرلیا گیا ہے کس طرح اٹھائیں گے؟ کیوں کہ خدا کے سامنے وہ بڑھیا ضرور دعویٰ کرے گی، الحکم یہ سن کر رونے لگا اور حکم دیا کہ محل کا وہ حصہ مع ساز وسامان بڑھیا کو دیا جائے۔

خلیفہ اور قاضی

پہلے زمانہ کے قاضی بھی بڑے پیکر عدل اور مجسمۂ انصاف ہوا کرتے تھے اور وہ شرعی معاملہ میں خلیفہ تک کی بھی پروانہ نہ کرتے تھے، نمیر مدنی کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں منصور عباسی مدینہ منورہ آیا وہاں کے قاضی محمد ابن عمران طلحی تھے اور میں ان کا محرر تھا، چند شتر بانوں نے کسی معاملہ میں خلیفہ پر نالش کردی، قاضی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ منصور کو حاضریٔ عدالت کے لئے تحریر کر دیا تا کہ مدعیوں کی دادرسی کی جائے، میں نے خلیفہ کو سمن بھیجنے سے معذرت چاہی، لیکن قاضی صاحب نے اس پر اپنی مہر لگا کر خلیفہ کے پاس لے جانے کا حکم دیا، چنانچہ میں روانہ ہوا جب منصور کو اس حکم سے مطلع کیا تو وہ فوراً کھڑا ہوگیا اور اہل دربار سے کہا کہ مجھے عدالت میں طلب کیا گیا ہے، اس لئے کوئی شخص میرے ساتھ نہ آئے، خلیفہ آیا تو قاضی صاحب تعظیم کے لئے نہیں اٹھے اور استقلال کے ساتھ بیٹھے رہے، پھر مدعی کو بلایا اور ثبوت کے بعد خلیفہ کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کر دیا، جب قاضی حکم سنا چکے تو منصور کہنے لگا اللہ تعالیٰ تمہیں اس انصاف پسندی کا اجر دے اور خوش ہو کر قاضی صاحب کو انعام واکرام سے نوازا، ایک دفعہ منصور نے بصرہ کے قاضی سوار ابن عبداللہ کو لکھا کہ آپ کی عدالت میں ایک فوجی سردار اور سوداگر کے درمیان جو مقدمہ چل رہا ہے میری خواہش یہ ہے کہ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ سردار کے حق میں کریں، قاضی سوار نے اس کے جواب میں لکھ بھیجا کہ اس شہادت سے جو میرے سامنے پیش ہوئی ثابت ہوتا ہے کہ اس نزاع کا سوداگر کے حق میں فیصلہ ہونا چاہئے اور میں شہادت کے خلاف ہرگز فیصلہ نہیں کر سکتا۔

منصور نے لکھا کہ قاضی صاحب آپ کو یہ مقدمہ فوجی افسر کے حق میں فیصل کرنا ہوگا، قاضی صاحب نے اس کے جواب میں تحریر کیا: ''واللہ از روئے انصاف اس کا فیصلہ تاجر کے حق میں کروں گا، جب یہ جواب منصور کے پاس پہنچا تو کہنے لگا: الحمدللہ میں نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا اور میرے قاضی مقدمات کا فیصلہ حق وانصاف کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

خلیفہ ہارون رشید اور سفیان ثوری

ہارون رشید عباسی اور مشہور محدث حضرت سفیان ثوریؒ بچپن کے دوست تھے، جب یہ خلیفہ ہوا تو حضرت سفیان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن سفیان نے پرواہ بھی نہ کی، آخر ہارون نے ان کے نام خط لکھا، جس کا مضمون یہ تھا:

''ہارون رشید کی طرف سے سفیان ثوری کے نام

میرے بھائی تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں میں رشتۂ اخوت قائم کیا ہے اور میرے تمہارے جو تعلقات تھے بدستور قائم ہیں، میرے تمام احباب خلافت کی مبارک باد دینے میرے پاس آئے اور میں نے ان کو گراں بہا صلے دیئے، افسوس ہے کہ آپ اب تک نہیں آئے، میں خود حاضر ہوتا، لیکن یہ امر شان خلافت کے خلاف ہے''۔

حضرت سفیانؒ نے اس کا یہ جواب دیا:

''بندۂ ضعیف سفیان ثوری کی طرف سے خلیفہ ہارون کے نام آپ نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے بیت المال کے روپئے کو بے موقعہ گراں بہا صلہ دے کر خرچ کیا، اس پر بھی تسلی نہ ہوئی اور چاہتے ہو کہ قیامت کے روز تمہاری فضول خرچی کی شہادت دوں، ہارون تمہیں کل خدا کے سامنے جواب دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے، تم تخت پر اجلاس کرتے ہو، ریشمی لباس پہنتے ہو، تمہارے دروازے پر چوکیدار پہرہ دیتا ہے، وہ خلاف شرع کام کرتے ہیں اور کبائر کے مرتکب ہیں، ان جرائم پر پہلے تمہیں اور تمہارے عمال کو سزا ملنی چاہئے، ہارون وہ دن بھی آئے گا کہ تم قیامت میں اس حال میں آؤ گے کہ تمہاری مشکیں بندی ہوئی ہوں گی اور تمہارے ظالم عمال تمہارے پیچھے ہوں گے اور تم سب کے پیشوا بن کر سب کو دوزخ کی طرف لے جاؤ گے، میں نے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا اور اب کبھی خط نہ لکھنا، ہارون رشید نے خط پڑھا تو بے اختیار چیخ اٹھا اور دیر تک روتا رہا۔

معراج کا پیغام: امت مسلمہ کے نام

ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی

موجودہ دور کے ملکی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں معراج نبویؐ کے عظیم تاریخی واقعہ کو بطور تذکیر یاد کیا جانا امت مسلمہ کے لیے امید افزاء اور حوصلہ افزا ثابت ہوسکتا ہے۔ حضور نبی اخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا بعد از شرف نبوت کا تقریباً آخری پانچ سال کا زمانہ **فان مع العسر یسرا** (بیشک ہر تنگی کے ساتھ آسانی اور فراخی ہے) کا بہترین نمونہ ہے۔ اگر آج کے انتہائی صبر آزما، تشویشناک آزمائشوں سے بھرپور ظلم وستم سے معمور حالات میں ہم اُن پانچ اہم جدو جہد سے بھرے سالوں پر توجہ کریں تو 7 نبوی میں شعب ابی طالب کے محاصرہ اور مقاطعہ کے 3 سالوں کے بعد 10 نبوی کے عام الحزن (غم کے سال) میں حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد اسی سال دعوتِ دین کی خاطر طائف کا سفر اور وہاں پر پہنچائی گئی شدید اذیت و تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ ان سخت آزمائشوں کے بعد طائف کے سفر سے واپسی پر پہلی خوشخبری کے طور پر انسانوں کے انکار کے مقابلہ پر جنوں کے اقرار کا واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ کے بعد اللہ پاک کی طرف سے آپ کو معجزہ شق القمر کا انعام عطا فرمایا۔ قرآن پاک میں جب یہ اصول بتایا گیا کہ رسولؐ کی زندگی میں تمہارے لیے نمونہ ہے (الاحزاب) تو امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ ہر دور میں رسولؐ کی زندگی سے رہنمائی حاصل کرے اور جانے کہ شدائد، آزمائش، اذیت اور بربریت کے ماحول میں آپ کا کیا طریقہ کار تھا؟ آپ کے اوپر حالات کا وقتی اور مستقل کیا اثر ہوتا تھا، آپ حالات سے کیسے مقابلہ کرتے تھے؛ آپ کے وفادار صحابہؓ کا کردار کیا ہوتا تھا؟ کیا ان کا رویہ جزع وفزع کا ہوتا تھا؛ بے صبری اور جلد بازی کا ہوتا تھا؛ اصولوں پر مصالحت یا مداہنت کا ہوتا تھا؟

نبوت کے ساتویں سال جب ہر طرح کی اذیت، دشنام طرازی، سازشی منصوبہ حضورؐ کے عزم و ارادہ کے سامنے ناکام ثابت ہوتے تو مشرکین مکہ خیف بنی کنانہ میں اکٹھا ہوئے اور فیصلہ لیا کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا مکمل مقاطعہ کریں گے۔ اس مدت میں کوئی بھی شخص ان دونوں قبیلوں سے خرید وفروخت نہیں کریں گے کہ شادی، نکاح نہیں کریں گے؛ ساتھ اٹھے بیٹھیں گے نہیں، نہ ان کے گھروں کو جائیں گے۔ اس معاہدہ کو لکھ کر خانۂ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ حضرت ابوطالب کی سربراہی خاندان کے لوگوں کے ساتھ پہاڑی درّہ شعب ابوطالب میں مقیّد ہوگئے۔ خرید وفروخت نہ کرنے دینے سے کھانے کا سامان نہیں ملتا تھا۔ فاقہ کشی ہونے لگی۔ آنے جانے، ملنے جلنے کی پابندی ہوگئی۔ بچے بھوک سے بلبلا اٹھے۔ ان کی تکلیف دیکھ کر دیکھنے والے دوہری تکلیف میں مبتلا ہوتے۔ اس طرح تین سال کا وقفہ گزر گیا۔ اللہ کی مدد آئی اور وہ معاہدہ اللہ کے حکم سے دیمک نے کھالیا صرف اللہ پاک کا نام لکھا رہا۔ اتنی زبردست مسلسل آزمائش میں کس طرح اللہ پاک نے اِن اصحاب کو صبر و استقامت پر قائم رکھا اور یہ اصحاب اپنے عہد پر قائم رہے مگر رسولؐ کے دشمنوں کے سپرد نہیں کیا۔ یہ سارے لوگ اہل ایمان نہیں تھے۔ کافی تعداد صرف قبیلائی عصبیت اور حمیت کی وجہ سے ایسا کررہی تھی۔ دراصل یہ صبر وعزیمت کا رویہ ہی قیامت تک اہل ایمان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ حق کو بغیر لاگ و لپیٹ کے، بلا کسی خطرہ، نقصان، اندیشہ کی پرواہ کئے بغیر حق کی حفاظت، حق کا اظہار، حق کی اشاعت کرتے رہنے سے اللہ کی مدد اہل ایمان کے لیے لازم ہو جاتی ہے۔ اللہ کا وعدہ پورا ہوتا ہے۔ قید وبند، مقاطعہ (بائیکاٹ)، بھوک پیاس کے باوجود حضورؐ اور اہل ایمان حرمت والے مہینوں، خصوصاً ایام حج میں باہر آکر بیرونی وفود سے ملاقات کرتے اور ایمان کی دعوت دیتے تھے۔ معاہدہ ختم ہونے پر عبدالمطلب اور بنو ہاشم اپنی آبادیوں میں آگئے مگر دیمک کے ذریعہ پورا متن معاہدہ کھانے اور اس کی غیبی اطلاع حضورؐ کو معجزانہ طور پر دیے جانے کے بعد بھی ضدی اور ہٹ دھرم مشرکین انکار پر ہی جمے رہے۔

شعب ابی طالب سے آزاد ہوکر نبیؐ اور اصحاب نے دعوت وتبلیغ کا کام شروع کردیا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد چچا حضرت ابوطالب کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی۔ مشرکین نے حضرت ابوطالب کے پاس پچیس افراد کا وفد عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب اور قریش کے دوسرے بڑے لوگوں کی سربراہی میں بھیجا۔ انہوں نے ان سے کہا ”آپ کا ہمارے درمیان جو مرتبہ اور مقام ہے وہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ یہ آپ کے آخری دن ہیں۔ ادھر آپ کے اور ہمارے بھتیجہ کے درمیان جو معاملہ چل رہا ہے وہ آپ جانتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ انہیں بلائیں، ہم اور وہ ایک دوسرے کو قول دیں کہ وہ ہم کو ہمارے دین پر چھوڑ دیں اور ہم اُن کو اُن کے دین پر چھوڑ دیں۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ ”میں تمہیں ایک ایسا کلمہ بتارہا ہوں جس کے اگر آپ قائل ہوجائیں تو عرب کا بادشاہ بن جائیں اور عجم آپ کے پیروں میں آجائے، تو آپ کی رائے کیا ہوگی؟ یہ بات سن کر وہ حیرت زدہ ہوکر کہنے لگے بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا لا الٰہ الا اللہ کہو اور اللہ کے سوا جس کو پوجتے ہو اسے چھوڑ دو۔ انہوں نے بوکھلا کر ہاتھ پیٹ کر تالیاں بجاتے ہوئے کہا یہ ہم سے ہمارے تمام خدا چھڑوانا چاہتا ہے۔ چلو اس کو چھوڑو اور اپنے خداؤں پر جم جاؤ۔ کچھ عرصہ میں چچا جان کا انتقال ہوگیا۔ یہ رجب، 10 نبوی کا واقعہ ہے۔ حضرت ابوطالب کے انتقال کے صرف تین دِن یا دو مہینہ بعد امّ المومنین حضرت خدیجہؓ بھی انتقال فرما گئیں۔ یہ 10 نبوی رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ اس وقت آپؓ کی عمر مبارک 65 سال تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 50 سال تھی۔ پے در پے صدمہ اور آزمائش کے ان واقعات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت گہرا اثر ہوا۔ دنیا کے سب سے مضبوط، قابل بھروسہ سہاروں کو بھی چھین کر اللہ نے صرف اپنے سہارے کرلیا۔ نہایت مایوسی و صدمہ اور افسوس کی حالت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے مایوس ہوکر مکہ سے سفر طائف کیا۔ جو مکہ سے 130 کلومیٹر دور پر فضا اور خوشحال افراد کی بستی تھی۔

یہاں تھوڑا ٹھہر کر اگر ہم حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد کے تکلیف، ظلم، طعن و تشنیع کے ماحول کو چشم تصور میں لاکر آج کے اسلام دشمن Islamophobia کے بین الاقوامی ماحول، پروپیگنڈہ اور سازشوں وتشدد پر لاگو کریں تو کسی درجہ میں سمجھ میں آسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس عظیم صبر وثبات کا مظاہرہ کرکے بے لاگ و لپیٹ مداہنت و سمجھوتہ کیے بغیر دعوت وتبلیغ کا فریضہ ادا کیا۔ آج اگر اسی نبی کے ماننے والوں کو اپنے ایمان کی وجہ سے دنیا بھر میں نفرت پر مبنی تشدد Hate Crimes کا سامنا ہے؛ ایک بار ایسے صبر آزما حالات میں رسول کے نمونہ پر غور کرنا ہوگا۔ انہیں کی طرف دیکھنا ہوگا کہ انہوں نے اور ان کے ماننے والوں نے ایسے حالات میں کیا کیا تھا؟ کیا انہوں نے ایڈجسٹ کرلیا تھا؟ کیا انہوں نے دعوت وتبلیغ کا کام چھوڑ دیا تھا؟ کیا انہوں نے کچھ لو اور دو give and take کے اصولوں پر عمل کیا تھا؟ اس کا جواب طائف کے دعوتی سفر میں ملتا ہے۔ جب آپ نے زید بن حارثہؓ کو لے کر وہاں کے سرداروں کو دین کی دعوت دی تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ دعوت قبول نہیں کی بلکہ شہر کے اوباش آوارہ لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ آپ کے پیچھے ایک طرح کی ماب لنچنگ Moblynching کرتے ہوئے شہر کے باہر تک آگئے اور رسول اللہؐ ایک باغ میں امان کی جگہ پا کر اپنے زخموں سے چور جسم کو آرام دینے لگے۔ آپ کے نعلین مبارک خون کی وجہ سے چپک گئے تھے۔ اس موقع پر اللہ کی مدد ظاہر ہوئی، فرشتہ نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ حکم کریں تو ان کو دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس دیا جائے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے لیے کیوں بددعا کروں، ہوسکتا ہے یہ ایمان نہ لائیں مگر ان کے آنے والی نسلیں ایمان لائیں گی۔“ وہاں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی ہے وہ یاد رکھے جانے اور حوصلہ پانے کے لیے کافی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی قوت کی کمی اپنے بے سروسامانی اور لوگوں کے مقابلہ اپنی بے بسی کی فریاد تجھی سے کرتا ہوں۔ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ درماندہ بیکسوں کا پروردگار تو ہی ہے۔ تو ہی میرا مالک ہے۔ تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے کیا اس بیگانہ دشمن کے جو مجھ سے ترش روئی رکھتا ہے یا ایسے دشمن کے جو میرے معاملہ پر قابو رکھتا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ بس تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسعت رکھتی ہے۔ میں اس بات کے مقابلہ میں کہ تیرا غضب مجھ پر پڑے یا تیرا عذاب مجھ پر وارد ہو تیرے ہی نورِ جمال کی پناہ چاہتا ہوں۔ جس سے سارے اندھیرے روشن ہوجاتے ہیں۔ جن کے ذریعہ دین و دنیا کے تمام معاملات سنور جاتے ہیں۔ مجھے تیری خوشنودی اور رضامندی کے طلب ہے۔ بجز تیرے کہیں سے قوت اور طاقت نہیں مل سکتی۔ طائف کی مایوسی کے بعد قرن الثعلب میں جبرئیل اور فرشتہ جبال کی آمد کی شکل میں پہلا انعام غیبی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت بڑا وجہ سکون بنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف چلے، نخلہ کی گھاٹی میں ٹھہرے۔ یہاں آپ کچھ دن ٹھہرے رہے۔ ایک رات میں اللہ کا دوسرا انعام جنوں کے ٹولہ کے ذریعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت قرآن سے متاثر ہوکر قبول اسلام کی شکل میں ملا۔ اللہ کے انعام کی اور تسلی اور ڈھارس کی یہ صورت بھی تھی کہ جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال پر ملال ہوا اسی سال کے قریب آپ کے دو نکاح حضرت سودہ بن زمعہؓ اور حضرت عائشہؓ سے ہوا۔ اگر ہم واقعات کی زمانی ترتیب کو دھیان میں رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آزمائش اور مدد انعام ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ آکر آس پاس قبیلوں بنو عاسر، محارب، عنان، مرہ، حنیفہ، سلیم، بنو نصر، کندہ، بنو کلب، حارث بن کعب وغیرہ کو دعوت دین دی۔ ان میں انفرادی طور پر قابل ذکر ہستیوں عقیل بن عمر دوسیؓ، حماد ازدیؓ، ابوذر غفاریؓ، نوید بن صامتؓ نے اسلام قبول فرمایا۔ 10 یا 11 نبوی میں اللہ کی مدد ایک معجزہ کی شکل میں آئی۔ جب عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے مطابق ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا گواہ رہو چاند کا ایک ٹکڑا پھٹ کر جبل ابوقبیس کی طرف جارہا ہے۔ یہ معجزہ بہت صاف تھا۔ اہل قریش نے اسے واضح طور پر بہت دیر تک دیکھا۔ آنکھیں رگڑ رگڑ کر دیکھا مگر ایمان نہیں لائے اور کہا کہ یہ چلتا ہوا جادو ہے اور سچ تو یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری آنکھوں پر جادو کردیا ہے۔ مگر کیا وہ سارے لوگوں پر جادو کرسکتے ہیں۔ باہر سے آنے والوں کو آنے دو ان سے معلوم ہو جائے گا کہ کیا انہوں بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے؟ باہر سے آنے والوں نے بھی تصدیق کی مگر بدقسمت پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ اور انکار کی روش پر چلتے رہے۔ آزمائش اور انتقام کے ساتھ چلتے رہے۔ **فان مع العسر یسرا** کے اصول کے تحت طائف کو لبیک کہنے کی سعادت نہیں ملی تو 11 نبوی میں ہی یثرب کے اوس خزرج کے خوش قسمت افراد کو لبیک کہتے اور **طلع البدر علینا من ثنیات الوداع** کے نغمہ کی بنیاد ڈالنے کا شرف نصیب ہوا۔

طائف قریب تھا دور ہوگیا، یثرت دور تھا قریب ہوگیا۔ طائف کے امتحان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب الٰہی کا انتہائی مقام بلند عطا کیا گیا۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب رسول کو اعزاز وانعام دینے کے لیے اپنے ذی وقار دربار میں مہمان کرنے کے لیے سفر معراج کا اہتمام کرایا۔ یہ سفر اب تک کے ابتلاء وآزمائش کے دور کے بعد اگلے دور نصرت وفتح کا پیش خیمہ تھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیب کے پردہ ہٹا کر غیب کو حاضر کردیا گیا۔ اس سفر کا ذکر سورہ بنی اسرائیل یا سورہ اسریٰ میں ان الفاظ سے کیا گیا ”پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندہ کو رات کے کچھ حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے گرد و پیش کو ہم نے بابرکت بنایا ہے۔ اس لیے کہ ہم انہیں اپنی قدرت کی بعض نشانیاں دکھائیں۔ یقیناً اللہ خوب جاننے والا اور سننے والا ہے۔ اس سورہ میں ایک طرح سے اس بات کے اعلان کی تیاری ہے کہ اب دنیا میں امامت کا تاج بنی اسرائیل سے چھین کر امت محمدیہ کو پہنایا جارہا ہے۔ سفر معراج کے بارے میں حدیث میں مذکور ہے ”میں مکہ مکرمہ میں اپنے گھر (حضرت امّ ہانیؓ) میں سویا ہوا تھا تو گھر کی چھت کو کھولا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ مجھے خانہ کعبہ کے پاس حطیم میں لے آئے جہاں میں کچھ دیر آرام کیا۔ مجھ پر اونگھ طاری تھی اس درمیان کہنے والے نے کہا تین میں سے درمیان والے کو لے لو۔ پھر مجھے اٹھا کر زمزم کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا پھر میرا سینہ چیرا گیا اور میرا دل نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر اسے ایمان وحکمت سے بھر کر اس کی اصل جگہ لوٹا دیا گیا بعد ازاں میرا سینہ بند کردیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جسے براق کہا گیا۔ یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اس کا ایک قدم حد نگاہ تک جاتا تھا۔ مجھے اس پر بٹھایا گیا۔ پھر میں براق پر سوار ہوکر بیت المقدس پہونچ گیا۔ میں نے اتر کر سواری کو اسی جگہ باندھا جہاں گذشتہ انبیاء باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد کے اندر چلا گیا اس میں دو رکعت نماز ادا کی۔ انبیاء کی بھی امامت کی۔ پھر میں مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ”آپ نے فطرت کو پسند کیا۔ پھر میں اور جبرئیل علیہ السلام چل پڑے یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچ گئے۔ اسی کے بعد مختلف آسمانوں پر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سب نے آپ کو مرحبا کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں داخل کیا گیا۔ اور زیادہ بلندی پر لے جایا گیا جہاں قلم چلنے کی سرسراہٹ کی آواز آرہی تھی۔ پھر اللہ پاک کے دربار میں محبوب کی حاضری ہوگئی۔ وہاں وہ اللہ پاک کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم دوری رہ گئی۔ اس وقت اللہ نے اپنے بندہ پر وحی کے ذریعہ پچاس وقت کی نماز عطا فرمائی۔ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرمائش پر کم کروا کر پانچ وقت کرایا گیا اس کے علاوہ آپ نے جنت، جہنم کو بھی دیکھا۔ مختلف جرائم کرنے والوں کی سزاؤں کو بھی دیکھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ (۱) پانچ نمازیں (۲) سورۃ البقرۃ کی آخری آیات (۳) آپ کی امت کے ہر اس فرد کے بڑے گناہ معاف کردیے گئے جو شرک نہ کرتا ہو۔

خلاصہ یہ کہ آج ظلم کے خلاف آزمائش میں امت مسلمہ کو صبر واستقامت، ایثار وقربانی کا وہی اسوہ اپنانا ہوگا جس کا نمونہ شعب ابی طالب، مکہ کے بازاروں، طائف کی گلیوں اور فرعون کے دربار میں پیش کیا گیا اور اسی کے ذریعہ کامیابی مل سکتی ہے۔ (استفادہ: الرحیق المختوم، محسن انسانیت، محمد عربیؐ، زاد الخطیب، النبی الخاتم)

نظریاتی اختلاف کو بنیاد نہ بنایئے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

آپس کے اتحاد کے لیے کوئی ایک دوسرے کو چپکانے والی اور ملانے والی مادی شئی، دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی ہے، بلکہ اتحادِ ملت اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق اور اس کا خاص انعام ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اے نبی! اگر آپ ساری دنیا کے خزانے بھی خرچ کر دیتے تو ان صحابہ کے قلوب میں الفت و محبت اور اتحاد و یگانگت نہیں پیدا کر سکتے تھے، لیکن اللہ نے ہی اپنے فضل و کرم سے بطور انعام و احسان ان میں آپس میں الفت و محبت پیدا فرمادی، ظاہری طور پر اگر کوئی چیز اتحاد کے لیے محرک ہوسکتی ہے تو وہ خطرے کا احساس ہے، جب خطرے کا احساس پیدا ہوجاتا ہے تو انسان خود بخود متحد ہوجاتا ہے، ہم جو ہندوستان میں آپسی انتشار کا شکار ہو کر ایک دوسرے کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں، وہ خطرہ کا احساس پیدا نہ ہونے کی وجہ سے ہے، میں الحمد للہ فطرتاً رجائی واقع ہوا ہوں، یعنی میرا ذہن مایوسی کی طرف کم جاتا ہے، اس کو خطرناک دور میں بھی جس میں لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کو خطرے میں سمجھا اور یہ قیاس کیا کہ ہندوستان میں بھی اسپین جیسے حالات پیدا ہوں گے، تو میں ایسے وقت بھی مایوس نہیں ہوا، لیکن اب حالات کے گہرے مطالعہ کے نتیجہ میں میرا ذہن اس بات کی طرف جا رہا ہے کہ مسلمانوں کے حالات بہت بگڑتے جا رہے ہیں، یہاں حالت یہ ہے کہ اگر کسی فرد کو دوسرے فرد سے، یا جماعت کو دوسری جماعت سے ایک فیصد بھی اختلاف ہو تو سو فیصد مخالفت کی جاتی ہے، افسوس کہ ہم میں کردارکشی اور کسی کی عزت کو خاک میں ملا دینے کا مذموم جذبہ پروان چڑھ رہا ہے، اس کے برخلاف ہماری ہمسایہ قوم میں یہ بات ہمارے مقابلہ میں چوتھائی بھی نہیں، مثلاً گاندھی جی سے اختلاف کے باوجود انہیں ذلیل کرنے، بدنام کرنے، اور گرانے کی کوشش نہیں کی گئی، خاص طور پر ہماری صحافت کا یہ بڑا عیب ہے کہ وہ مخالفت میں حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔

ایک ایسی ملت جو اپنے اندر اخلاق حسنہ کی عظیم تاریخ رکھتی ہو، اس کی یہ افسوس ناک صورتحال ہے کہ ذرا بھی کسی فرد یا جماعت سے ناپسندیدگی کا جذبہ پیدا ہو تو کسی رعایت کے بغیر آگ کی طرح اس کی مخالفت کی جاتی ہے، کسی قیادت، شخصیت، یا ادارے کا احترام اور اس کی افادیت کو تسلیم کرنا مفقود ہوتا جا رہا ہے، اس سے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں اس ملک میں ایسے حالات نہ پیدا ہوجائیں کہ ہم اچھوت کی طرح ہوجائیں، اجتماعی طور پر آپس میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے کی صلاحیت مسلمانوں سے ختم ہوتی جا رہی ہے، ذرا سا کسی کو ابھرتا ہوا دیکھیں تو اس کی مخالفت میں سارا زور صرف کر دینا ہمارا وطیرہ بن گیا ہے، ایسا بھی نہیں کہ کوئی شدید بنیادی اختلاف اور ٹکراؤ پیدا ہو رہا ہے بلکہ صرف نظریاتی اختلاف ہی کو بنیاد بنا کر فساد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ماحول سے آنکھیں بند کر لینا اور فضا کو ہموار کرنے کی کوشش نہ کرنا ہماری عادت سی بن گئی ہے۔ ہم نہ حالات کو سمجھنا چاہتے ہیں، اور نہ ملکی نقطہ نظر سے کبھی اس بات پر بھی غور کرتے ہیں کہ ہم اس ملک کو کچھ دے بھی سکتے ہیں، ہمارا حال ایک جزیرے کا، بلکہ جزیروں میں جزیرے کا سا ہوگیا ہے، ملت اسلامیہ خود ایک جزیرہ اور پھر جزیروں میں جزیرہ بن کر رہ گئی ہے، ہر ادارہ، ہر پارٹی، بلکہ ہر انجمن ایک جزیرہ بن گئی ہے، میرے ذہن پر خوف طاری ہو رہا ہے کہ اس ملک کا اور اس ملک میں رہنے والوں کا کیا ہوگا، ابھی تک دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ کسی طرف سے بھی یہ کوشش نہیں کی جا رہی ہے کہ کسی ادارے، جماعت، انجمن، یا فرد کی حقیقی افادیت اور اس کی قدر و قیمت کو سنجیدگی سے سمجھا جائے، ابھی تک اس کی بھی کوئی کوشش نہیں کی جا رہی ہے کہ اکثریت صحیح معنی میں ہمیں سمجھے، اور ہماری افادیت و ضرورت کو محسوس کرے۔ (ماخوذ ارمغان اگست 2006)

بچوں میں ویڈیو گیم کا بڑھتا نشہ

علیزے نجف

آج کی ڈجیٹل دنیا نے جہاں بہت ساری آسانیاں پیدا کی ہیں وہیں کچھ ایسے چیلنجز بھی انسانوں کے سامنے لا کھڑے کر دیئے ہیں کہ اس سے نمٹنے کے لئے عام انسان ہی نہیں ماہرین بھی مسلسل تحقیق کر رہے ہیں، ان مسائل میں سے ایک مسئلہ بچوں کے اندر پنپنے والا ویڈیو گیمنگ کا نشہ بھی ہے، آج کے والدین کے لئے ان کے بچوں کا ٹکنالوجی کے تئیں پایا جانے والا شدت پسندانہ رویہ ایک مستقل پریشانی کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اس کی وجہ سے نہ صرف بچے کی ذہنی و نفسیاتی صحت متاثر ہوتی ہے بلکہ ان کے جسمانی نظام صحت کے بھی متاثر ہونے کے شواہد مل رہے ہیں، اس وقت یہ والدین کے لئے ایک بڑا دردسر بن چکا ہے۔

بچوں کے زیادہ وقت گیمز کھیلے جانے سے متعلق اب تک کئی تحقیقات کی جا چکی ہیں اس حوالے سے کی جانے والی چند تحقیقات میں ماہرین نے اس بات کا خدشہ ظاہر کیا ہے کہ حد سے زیادہ ویڈیو گیمنگ کرنے والے بچے، گیمنگ ڈس آرڈر یا گیمنگ کے نشے کا شکار ہوسکتے ہیں۔ اس میں بچے گیم کے اس حد تک عادی ہوجاتے ہیں کہ وہ اس کے لئے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں خبروں میں آئے دن اس طرح کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں جس میں بچے نے ویڈیو گیم سے روکنے ٹوکنے پہ مشتعل ہوجاتے ہیں جو کہ مہذب معاشرے میں کبھی بھی قابل قبول نہیں ہوسکتا۔

سب سے پہلے تو ہمیں گیم کی حقیقت سمجھنے کی ضرورت ہے گیم ایک انگریزی کا لفظ ہے جس کے معنی کھیل کے ہیں اس کے ضمن میں تمام ہی کھیل آتے ہیں لیکن حالیہ دنوں میں لفظ گیم کا استعمال ڈجیٹل گیمز کے لئے بہ کثرت استعمال ہونے کی وجہ سے اس کو لوگوں نے اس کے لئے مخصوص کر دیا ہے دوسرے تمام کھیلوں کے لئے اسپورٹس کا لفظ استعمال ہوتا ہے ویکیپیڈیا کے مطابق لعبہ جسے عام زبان میں کھیل کہا جاتا ہے اور انگریزی میں گیم کہا جاتا ہے، سے مراد ایک ایسی منظّم (structured) سرگرمی ہے جسے عموماً لطف اندوزی (enjoyment) کے لیے سر انجام دیا جاتا ہے، جبکہ بعض اوقات اِسے ایک تعلیمی اوزار کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

کھیل کا تصور ہمیشہ ہر دور میں رہا ہے جیسے جیسے وقت تبدیل ہوتا گیا اس میں بھی تبدیلی آتی گئی، پہلے بھی بچے کھیلتے رہے ہیں، لیکن وہ زیادہ تر جسمانی کھیل تھے جس کے لئے محنت کرنی پڑتی تھی اور اس میں بھی بچوں کا معمولی تناسب سر پھرے کا شکار رہا ہے لیکن آج کے ویڈیو گیمز سب الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا ہے، یہ دور ڈجیٹل دور ہے اسی مناسبت سے گیم بھی ڈجیٹل ورلڈ میں داخل ہو چکے ہیں ویڈیو گیمنگ کی وجہ سے بچوں کے لئے کھیل تک رسائی آسان ہوگئی ہے وہ کہیں بھی رہتے ہوئے اس سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں اس میں تنوع بھی بہ کثرت پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس سے متاثر ہونے والے بچوں کا تناسب اب بہت بڑھ گیا ہے۔ گیم کا اصل کا مقصد زندگی میں تفریحی مواقع پیدا کرتے ہوئے سرگرمیوں میں تنوع پیدا کرنا ہے ایسے وقت میں جب کہ دنیا کا بیشتر حصہ گنجان آبادی کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے کھیلنے کی جگہیں کم ہوتی جا رہی ہیں بچے گھر کے باہر محفوظ نہیں رہے تو اس طرح کے ماحول میں ڈجیٹل گیمز محدود دائرے میں بچوں کے لئے تفریح طبع کا سامان بنے ہوئے ہیں، لیکن مشکل اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم اس کے اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر بچوں کو اس کے لئے کھلی چھوٹ دے دیتے ہیں پھر انھیں اصولوں سے نہیں جذباتیت سے ڈیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا تو ہار مان لیتے ہیں یا پھر بچے کے جذبات کو روند کر انھیں اپنا مطیع بنانے کی کوشش کرتے ہیں جس کے ردعمل اکثر انتہا پسندی کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ ہمیں اپنے بچوں کو اس نشے سے آزاد کرنے کے لئے ان کی نفسیات کو سمجھنا ضروری ہے نا کہ بچوں کو برا بھلا کہہ کر اس کا مداوا کیا جائے۔

اکثر والدین یہ شکایت کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ ان ڈجیٹل گیمز نے ان کے بچوں کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں یا تو وہ بچوں کو مجرم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا انھیں ہر جرم سے بری کر کے گیمز کی ایجاد کو برا بھلا کہتے ہیں یہ دونوں ہی رویے انتہا پسندانہ ہیں، اس سارے گلے شکوے میں وہ اپنے غیر ذمہ دارانہ رویوں کا قطعاً ذکر نہیں کرتے، یہیں سے ہی مسائل پیدا ہونا شروع ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا نقصان اس کے ملنے والے فائدوں سے کہیں زیادہ ہوجاتا ہے۔

ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مشکل سے کیسے نمٹا جائے، یہیں سے ہی اس کو حل کرنے کی شروعات ہوتی ہے، بچوں کو ویڈیو گیمز فراہم کس نے کئے ہیں یقیناً ماں باپ نے، انھوں نے بچوں کو تفریح طبع کے لئے ایسے ٹولز تو دے دیئے ہیں لیکن اپنی ذمے داریوں کو قبول نہیں کر سکے ہیں، پہلے پہل تو وہ یہ سوچتے ہیں کہ بچہ بس کسی طرح چپ رہے، اسے تنگ نہ کرے چلو اگر یہ ایسے ہی ڈجیٹل کھلونوں سے بہلتا ہے تو یہی دے دیتے ہیں ابھی چھوٹا ہے بڑا ہوجائے گا تو ہم اسے سمجھا دیں گے جب بچہ اسے استعمال کرنا سیکھتا ہے تو اسے خوب انجوائے کرتے ہیں اس طرح وہ خود اپنی ذمے داریوں سے فرار حاصل کرتے ہیں اپنی آسانی کے لئے بچوں کو وہ سب کچھ خود فراہم کرتے ہیں اور جب بچے اس کے عادی ہونا شروع ہوجاتے ہیں تو پھر وہ ان کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرنا شروع کر دیتے ہیں جو کہ اکثر ناکام ہی ثابت ہوتی ہے۔

ویڈیو گیمز کے عادی ہونے کی وجہ ماہرین نے یہ بھی بتایا ہے کہ ماں باپ بچوں کے ویڈیو گیمز کھیلتے ہوئے وقت کا خیال نہیں کرتے، بچے مختصر وقفے کے ساتھ گھنٹوں اسی میں لگے رہتے ہیں ماں باپ بچے کے ذرا سی ضد کرنے پہ ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور چیخ چلا کے رہ جاتے ہیں۔

انڈیپینڈنٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ دن میں دو گھنٹے سے زیادہ ایست گیم کا کھیلنا خطرے کی نشانی بن سکتا ہے، بچے کو اس کا عادی ہونے سے بچانے کے لئے بہترین طریقہ تو یہی ہے کہ بچے ویڈیو گیمز نہ کھیلیں یا ہفتے، مہینے میں کبھی کبھار ہی اس کی اجازت دیں، لیکن یہ بات ہم میں سے ہر کوئی جانتا ہے کہ والدین کے لئے اس آئیڈیل طریقے کو اپنانا کس قدر چیلنجنگ ہے تاہم درمیانی صورتحال کو اپنانے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے آکسفورڈ یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق ایک سے تین گھنٹے کی گیمنگ کا کوئی نقصان سامنے نہیں آیا، لیکن جو بچے تین گھنٹے سے زیادہ موبائل فون یا ویڈیو گیمز استعمال کرتے ہیں وہ اداس رہنے، فوکس نہ ہونے اور اپنے ہم عمروں سے تعلق بنانے میں پریشانی کا سامنا کرنے جیسے مسائل کا شکار ہوجاتے ہیں جو آگے چل کر کئی طرح کے مسائل کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں۔

اگر ماں باپ چاہتے ہیں کہ بچے کو اس نشے سے دور رکھا جائے یا انھیں اس سے نجات دلائی جائے تو ایسے میں ضروری ہے کہ پہلے ماں باپ گیمنگ ڈس آرڈر کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ بچے کیسے اس کا شکار ہوتے ہیں اور اس کا متوازن استعمال کیسے کیا جائے اور اس کے استعمال کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے کیوں کہ ماں باپ جس قدر اس سے آگاہ ہوں گے وہ اتنی ہی خوش اسلوبی سے اپنے بچے کو اس نشے سے دور رکھ سکتے ہیں۔ ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو گیم سے بہلانے سے زیادہ خود ان کو کوالٹی ٹائم دیں، تاکہ بچے گیمنگ کے نشے سے محفوظ رہ سکیں اور ساتھ ساتھ ان کی نفسیاتی و جذباتی تسکین بھی ہوسکے۔ ماں باپ کو چاہئے کہ بچے کو فزیکل اسپورٹس میں بھی انوالو کرنے کی کوشش کریں تاکہ مختلف طرز کی سرگرمیوں کی وجہ سے وہ صرف ویڈیو گیمنگ تک ہی محدود نہ رہیں انھیں ان کے فائدے اور نقصان سے آگاہ کریں اور ممکن ہو تو اس کے حلقۂ احباب کا بھی جائزہ لیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ جڑے رہنے کے لئے اس کا استعمال کرتا رہتا ہے اگر ایسا ہے تو اس کا دوسرا متبادل نکالیں، روزآنہ چند گھنٹے بچوں کے ساتھ گذارنے کی حتی المقدور کوشش کریں جس میں اس کے مسائل، جذبات اور اس کے دوستوں کے متعلق بھی باتیں کریں گیمنگ کے لئے وقت مخصوص کر لیں اور اس اصول پہ قائم رہنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ بچوں کو انھیں سرگرمیوں میں انوالو کریں جو کہ دور رس مثبت نتائج پیدا کرنے والی ہوں، آج کی ذرا سی آسانی کے لئے ایسے طرز زندگی کو اپنانے سے گریز کریں جو کہ کل کسی بڑی تباہی اور بدترین نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں، یاد رکھئے ماں باپ بننا صرف صاحب اولاد کہلانے کا نام نہیں یہ ایک مکمل ذمہ داری ہے جسے قبول کر کے ہی آپ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکتے ہیں۔

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

یورپی یونین غیر قانونی تارکین وطن کی تعداد کم کرنے کے لیے کوشاں

یورپی یونین کے رکن ممالک کے سربراہان خطے میں غیر قانونی مہاجرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کے بارے میں تشویش کا شکار ہیں اوراس میں کمی لانا چاہتے ہیں۔اس موضوع پر 9فروری کو برسلز میں منعقدہ یورپی یونین سربراہی اجلاس میں یورپی یونین کے ممبر ممالک کے سربراہان نے تبادلہ خیال کیا۔یورپی یونین کے اس سربراہی اجلاس میں یورپ کی پیچیدہ مشترکہ مائیگریشن پالیسی پر بات چیت ہوئی۔2022ء میں یورپی یونین میں پناہ تلاش کرنے والوں کی تعداد میں اُس سے پہلے سال کے مقابلے میں 46فیصد کا زبردست اضافہ نوٹ کیا گیا تھا۔
نو لاکھ چوبیس ہزار پناہ گزینوں کے علاوہ، تقریباً40لاکھ یوکرینی باشندے جرمنی آ کر پناہ گزینوں کی طور پر زندگی گزار رہے ہیں۔ہجرت ایک یورپی چیلنج ہے جس کے لیے یورپی ردعمل کی ضرورت ہے اوراس پر سربراہی اجلاس کے دوران ایک بار پھر زور دیا گیا۔جرمن چانسلر اولاف شولس نے کہا کہ مشترکہ نقطہ نظر کو فروغ دینا ضروری ہے، تارکین وطن کی تعداد کم کرنے کے لیے مشترکہ اہداف کا تعین کرکے اس سال اُس پر عمل درآمد کیا جاسکتا ہے۔یورپی یونین چھ سالوں سے کوشش کررہی ہے کہ نقل مکانی کے اعداد وشمار میں کمی کو عملی قوانین میں تبدیل کیا جائے۔(ایجنسیاں)

چینی غبارہ جاسوسی کے ایک بڑے پروگرام کا حصہ تھا، امریکہ

امریکی محکمہ خارجہ کا کہنا ہے کہ کئی روز تک امریکی فضائی حدود میں پرواز کرتے رہنے والا چینی غبارہ، چالیس ممالک کو نشانہ بنانے والے ایک بڑے نگرانی کے پروگرام کا حصہ تھا۔وہ ایسے غباروں کے اس بڑے بیڑے کا ایک حصہ تھا، جسے بیجنگ نے خفیہ معلومات جمع کرنے کے لیے پانچ براعظموں کے 40 سے زائد ممالک کو بھیجا تھا۔تاہم بیجنگ نے ان امریکی دعووں کو مسترد کردیا ہے اوراس کا کہنا کہ ہے کہ پچھلے ہفتے امریکی فضائی حدود پر دیکھا گیا غبارہ صرف موسمیات کے مقاصد کے لیے تھا۔چین نے اسے مار گرائے جانے کی بھی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔امریکی محکمہ خارجہ کے اہلکار نے ایک بیان میں کہا کہ تفصیلی تصاویر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غبارہ واضح طور پر خفیہ نگرانی کے لیے تھا اور یہ موسمیات سے متعلق غباروں میں نصب آلات سے مطابقت نہیں رکھتا ہے، اس میں متعدد قسم کے اینٹینا تھے، جو ممکنہ طور پر مقامات کی معلومات اور مواصلات کی تفصیلات جمع کرنے جیسی صلاحیت رکھتے تھے، امریکہ کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ غبارہ بنانے والے کا براہ راست تعلق چین کی پیپلز لبریشن آرمی (پی ایل اے) سے ہے۔(ایجنسیاں)

مسجد حرام میں بزرگ نمازیوں اور عازمین کے لیے نئی سہولیات

صدارت عامہ برائے امور حرمین شریفین کی جانب سے مسجد حرام میں بزرگ شہریوں کے لیے نئی سروسز شروع کی گئی ہیں۔مسجد حرام میں بزرگوں کے امور کے ذمہ دار شعبے کے ڈائریکٹر محمد بن علی الجوفی نے بتایا کہ حرم مکی میں بزرگ شہریوں کی سہولیات اور آسانی کے لیے نئی سروسز اور سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم مطلوبہ ضروریات کی نشاندہی کرنے، ان کا مطالعہ کرنے، ان کے نتائج سے فائدہ اٹھانے، رکاوٹوں کو دور کرنے اور ضیوف الرحمٰن کے تجربے کو بہتر بنانے کے لیے متعلقہ حکام کے ساتھ تکمیلی تعلقات استوار کرنے کے لیے مشترکہ تعاون کے کردار کو فعال کرنے کے لیے کام کریں گے، ہم بزرگ نمازیوں اور عازمین کو ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کا عزم کرتے ہیں تاکہ انہیں مناسک اور عبادت کی ادائی میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔(قومی آواز)

چارلی ہیبڈو نے زلزلے سے ہوئی اموات کا مذاق بنایا، چوطرفہ مذمت

فرانسیسی میگزین چارلی ہیبڈو نے ایک مرتبہ پھر متنازع کارٹون شائع کیا ہے جس میں ترکیہ اور شام کے زلزلہ متاثرین کا مذاق بنایا گیا ہے۔آرٹسٹ پیئرک جوئن کی ڈرائنگ میں ملبے کے ڈھیر کے درمیان منہدم عمارتوں کو دکھاتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ''یہاں ٹینکس (Tanks) بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' چارلی ہیبڈو کے اس کارٹون پر چوطرفہ مذمت ہوری ہے اور فرانسیسی میگزین کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس کو انسانیت سے گری ہوئی حرکت قرار دیا گیا ہے۔

اشتہارات کے لئے رابطہ کریں

ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان ہے جو تقریباً سو سالوں سے مسلسل شائع ہو رہا ہے، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ملک و بیرون ملک میں قارئین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، اس کی عمدہ طباعت، معیاری مضامین اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں، ادارہ قارئین نقیب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے

مدارس، اسکول، کالج، ہاسپیٹل، میڈیکل اور دکان وغیرہ کے لئے رعایتی قیمت پر غیر تصویری اشتہارات

(Advertisements)

دے کر اپنے ادارہ اور کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں، نیز ادارہ نقیب کے اعزازی ممبران سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ نقیب کی اشاعت میں مالی مدد کریں۔ضروری معلومات کے لیے رابطہ کریں:

9576507798,8405997542

Email:. naqueeb.imarat@gmail.com

(منیجر نقیب)

تعلیم و روزگار

منصوبہ جاتی شرحوں میں اضافہ، ہوم لون اور کار لون سمیت تمام قرض مزید مہنگے

ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے مہنگائی کی شرح کو ہدف کے دائرے میں رکھنے کے مقصد سے چھٹی بار پالیسی شرحوں میں اضافہ کیا، جس سے ہوم لون، کار لون اور دیگر قرض مہنگے ہو جائیں گے۔آر بی آئی کے گورنر شکتی کانت داس کی سربراہی میں مانیٹری پالیسی کمیٹی کی تین روزہ میٹنگ کے اختتام پر بدھ کے روز یہ اعلان کیا گیا۔مسٹر شکتی کانت داس نے اعلان کیا کہ دسمبر 2022 میں خوردہ افراط زر میں تیزی سے کمی آئی ہے جس کی بنیادی وجہ خورد ونوش کی اشیاء کی قیمتوں میں کمی ہے، انہوں نے کہا کہ چھ رکنی کمیٹی میں چار ممبران نے ریپوریٹ میں 0.25 فیصد اضافے کے حق میں ووٹ دیا جبکہ دو نے مخالفت میں ووٹ دیا۔اس طرح یہ فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ وسط مدتی ترقی کو رفتار دینے اور خوردہ افراط زر کو 4 فیصد کے ہدف کے اندر رکھنے کے مقصد سے فیصلے کیے گئے ہیں۔قابل ذکر ہے کہ کورونا بحران کے بعد ریزرو بینک نے مہنگائی پر قابو پانے کے مقصد سے لگاتار چھٹی میٹنگ میں ریپوریٹ میں اضافہ کیا ہے۔اس کی وجہ سے عام لوگوں کے لیے ہوم لون، کار لون اور دیگر قسم کے قرض مہنگے ہو جائیں گے کیونکہ اب تک جب بھی ریپوریٹ بڑھایا گیا ہے، بینکوں نے یہ بوجھ صارفین پر ڈالا ہے۔(قومی آواز)

نظام تعلیم کی بگڑتی صورت حال سرکاری اداروں میں 58,626 عہدے خالی

وزارت تعلیم نے پارلیمنٹ میں مطلع کیا کہ حکومت کے زیر انتظام اداروں میں 58,626 تدریسی اور غیر تدریسی عہدے خالی ہیں، جن میں 29,276 تدریسی عہدے اور 29,350 غیر تدریسی عہدے شامل ہیں۔اسکولوں میں تدریسی اور غیر تدریسی عہدوں پر بڑی تعداد میں آسامیاں کیوں خالی ہیں؟ اس بارے میں دراوڑ منیتر کزگم کے کالانڈھی ویراسوامی کے ذریعہ اٹھائے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے ریاستی وزیر تعلیم سبھاس سرکار نے اس کا جواب دیا ہے۔سبھاس سرکار نے کہا کہ آسامیاں ریٹائرمنٹ یا موجودہ استعفیٰ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔نئے سلسلے کی اپ گریڈیشن/منظوری کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تعداد میں اضافہ سے نئے اساتذہ کی امید کی جاسکتی ہے۔انھوں نے کہا کہ خالی آسامیوں کو بھرنا ایک مسلسل عمل ہے اور متعلقہ ادارے کے متعلقہ ریکروٹمنٹ رولز کی دفعات کے مطابق آسامیوں کو پر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اساتذہ کو کیندریہ ودیالیہ سنگٹھن (KVS) اور نوودیا ودیالیہ سمیتی (NVS) کے ذریعے عارضی مدت کے لیے کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھی رکھا گیا ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ پڑھائی سیکھنے کے عمل میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔سرکار نے یقین دلایا کہ حکومت کیندریہ ودیالیہ سنگٹھن میں خالی آسامیوں کو پُر کرنے پر توجہ مرکوز کر رہی ہے اور اس نے اس عمل کو تیز کرنے کے لیے اشتہارات لگائے ہیں۔انہوں نے تحریری جواب میں کہا کہ تعلیم کے معیار اور کارکردگی کو یقینی بنانے کے لیے اساتذہ کو اپ ڈیٹ اور بااختیار بنانے کے لیے تربیتی پروگرام اور ورکشاپس بھی منعقد کی جاتی ہیں۔(نیوز-18اردو)

ہندوستانی فوج میں افسروں کی 7000 سے زیادہ آسامیاں خالی

وزیر مملکت برائے دفاع اجے بھٹ نے لوک سبھا میں ایک تحریری جواب میں کہا کہ گزشتہ سال سے ہندوستانی فوج میں 7000 سے زیادہ افسروں کے عہدے خالی پڑے ہیں۔جنتا دل (یونائیٹڈ) کے ایم پی رام ناتھ ٹھاکر کو جواب دیتے ہوئے بھٹ نے نوٹ کیا کہ 15 دسمبر تک فوجی نرسنگ افسران کے کردار میں 511 آسامیاں ہیں، جو پچھلے سال 1 جنوری تک 471 تھیں۔جونیئر کمیشنڈ افسران و دیگر افسران کی آسامیاں 15 دسمبر تک 1,18,485 پر ہیں جو سال کے پہلے دن سے بڑھ کر 1,08,685 ہیں۔ہندوستانی بحریہ میں افسروں کی آسامیاں (میڈیکل اور ڈینٹل کے علاوہ) 31 دسمبر 2021 کو 1,557 سے بڑھ کر سال بہ سال 1,653 ہوگئیں۔ملاحوں کی آسامیاں 2021 کے آخری دن 11,709 سے کم ہو کر پچھلے سال اسی وقت 10,746 ہوگئیں۔فضائیہ میں 2022 کے دوران افسروں کی آسامیاں (میڈیکل اور ڈینٹل کے علاوہ) 1 جنوری 2022 کو 572 سے بڑھ کر 1 دسمبر 2022 کو 761 ہوگئیں۔ایئر مین کی خالی آسامیاں 2022 کے پہلے دن 6,227 سے گھٹ کر آخری دن 2,340 ہوگئیں۔(نیوز-18اردو)

مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ

امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ۔801505

داخلہ نوٹس

جن طلبہ وطالبات نے مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ امارت شرعیہ پھلواری میں بی ایم ایل ٹی اور بی پی ٹی میں داخلہ کے لیے داخلہ امتحان دیا تھا اور ان کا داخلہ نہیں ہو سکا، اگر وہ طلبہ بہار سرکار Health Deptt. سے Permament منظور شدہ Diploma in Pathology (DMLT) دو سالہ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں تو وہ جلد از جلد انسٹی ٹیوٹ میں آکر داخلہ لے سکتے ہیں، کچھ محدود سیٹیں ہی بچی ہوئی ہیں۔داخلہ کیلئے انٹرمیڈیٹ کا مارکس شیٹ، CLC اور Migration جمع کرنا ضروری ہے۔جن طلبہ نے بی ایم ایل ٹی یا بی پی ٹی کے لیے امتحان نہیں دیا تھا وہ بھی اگر ڈی ایم ایل ٹی میں داخلہ لینا چاہتے ہیں تو انسٹی ٹیوٹ کے کاؤنٹر سے 700 روپئے ادا کرکے داخلہ فارم لیکر ڈائرکٹ داخلہ لے سکتے ہیں۔

تعلیمی لیاقت کم سے کم I.Sc (Physics,Chemistry,Biology&English) ہونا ضروری ہے۔مزید معلومات کے لیے درج ذیل نمبرات پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

فون نمبر:8873771070,9334338123,9939899930

(سہیل احمد ندوی) (سید نثار احمد)

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی دہلی تشریف آوری پر لچھمی نگر للتا پارک میں منعقدہ استقبالیہ سپاس نامہ پیش کیا گیا

اللہ رب العزت کی رضا مندی اپنی عاقبت کی درستگی کے لئے زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے بعض ایسے موقع پر کہ زندگی میں احساس وفکر توبہ کے لئے اگر چہ ایک ہی لمحہ میسر ہو پھر موت آ گئی یقیناً اللہ تعالی کی رضا و مغفرت کے حصول کے لئے یہ ایک لمحہ بھی قیمتی واہم ہے اس کا اظہار مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڑیسہ جھارکھنڈ نے منعقدہ مجلس میں کیا مزید آپ نے کہا کہ انسان بالخصوص ایمان والوں میں اتنی ہمت، صبر، حوصلہ وجذبہ ہونا چاہیے کہ منفی ناگوار و دشوار کن حالات کا سامنا کر سکے اسی طرح صحت ومرض بھی اللہ تعالی کی آزمائشوں میں سے ہے، علاج ومعالجہ کے ساتھ دعاء تعلق مع اللہ اور اعتماد علی اللہ کو ضرور مضبوط کرے، حضرت امیر شریعت نے طارق رضا چیف ایڈیٹر روزنامہ دور جدید کے برادر تابش رضا جو گزشتہ چند مہینوں سے مرض میں مبتلا ہیں ان کی صحت یابی کے لئے دعاء کی نیز اس موقع پر حضرت امیر شریعت کو مولانا محمد جاوید صدیقی قاسمی دہلی، مفتی عبدالواحد قاسمی امام وخطیب ایک مینار مسجد للتا پارک دہلی اور مولانا مفتی ڈاکٹر آصف اقبال قاسمی دہلی یونیورسیٹی کے ہاتھوں سپاس نامہ بھی پیش کیا گیا، حضرت امیر شریعت نے ان لوگوں کو اپنی محبتوں اور دعاؤں سے نوازا۔

امارت شرعیہ تعلیم اور سماج کی اصلاح کے لیے فکر مند: وصی احمد قاسمی

مورخہ 4 فروری سے وفد امارت شرعیہ کا اجلاس ضلع دربھنگہ کے مختلف بلاکوں میں جاری

امارت شرعیہ کا ایک اصلاحی ودعوتی وفد امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت پر 4 فروری سے دربھنگہ ضلع کے مختلف بلاکوں میں سرگرم عمل ہے، اس وفد کی قیادت نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب صاحب کر رہے ہیں، وفد میں ان کے علاوہ مولانا محمد نصیرالدین مظاہری دفتر نظامت امارت شرعیہ پھلواری شریف، مولانا ابوشاہد قاسمی قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ سوپول، جناب مولانا نظرالباری قاسمی صدر تنظیم امارت شرعیہ بلاک گھنشیام پور، حضرت مولانا محمود الحسن صاحب گرول دربھنگہ، مولانا شعیب عالم قاسمی مبلغ امارت شرعیہ پٹنہ، جناب حافظ عمیر اشاعتی مبلغ امارت شرعیہ پٹنہ بھی شامل ہیں اب تک گھنشیام پور بلاک کے پالی، اسماپونی، گنون پڑی، مہتوار، لیل پور، اسکول میں اجلاس ہوا ہے۔ گھنشیام پور بلاک کا آخری اجلاس مدرسہ اشرفیہ پوہدی کے وسیع میدان میں منعقد ہوا قائد وفد جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، معیاری عصری تعلیم گاہوں کے قیام کی تحریک امارت شرعیہ نے شروع کی جو الحمدُ للہ بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے اس تحریک کی آواز پورے ملک میں سنی جارہی ہے جس کے خوش آئند اثرات ہر چہار سو محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے ملک بھر کے عوام وخواص کو ان عناوین پر کام کرنے میں بڑی رہنمائی ملی ہے، اور حالات کے پیش نظر ترجیحی کاموں کا ایک معیاری نہج بھی میسر آیا ہے، مکاتب کے قیام، اور سی بی ایس ای کی طرز پر اسکول کھولنے کے لیے ہر ضلع میں کوشش کی جارہی ہیں ہمیں اور آپ کو بیدار ہونا ہوگا، مولانا محمد نصیرالدین مظاہری امارت شرعیہ پٹنہ نے کہا کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کا احساس اپنے اندر بیدار کرے، آج مسلمان ہر معاملہ میں بے توجہی کا شکار ہو گیا ہے، اکابر اہل اللہ کی کتابیں اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے کام میں آسانی ہوگی لیکن ایک بڑی حقیقت ہے کہ آج ہم اور ہماری نسل اردو زبان سے ناواقف ہوتی جارہی ہے جبکہ اردو زبان ہماری مادری زبان ہے اور ہماری تہذیب و ثقافت کی علامت ہے۔ مولانا ابوشاہد قاسمی قاضی شریعت سوپول دربھنگہ نے کہا کہ بحیثیت مومن ہمیں اللہ کی مرضی پر راضی رہنا چاہیے، شریعت اسلامی کے ہر قانون پر عمل کرنا کامیابی کے لیے ضروری ہے، اسلامی قانون پر عمل سے ایک صالح معاشرہ تشکیل پائیگا۔ سماج بگاڑ اور بدامنی سے پاک ہو جائیگا ہم محاسبہ کریں کہ کیا وجہ ہے کہ ہر موڑ پر ہم پریشان ہیں ہم نے سوچنا غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور اپنی دنیا میں مگن ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمیں سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اجلاس عام سے جناب مفتی نظرالباری قاسمی صدر بلاک کمیٹی وجناب مولانا شعیب عالم قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے خطاب کیا اور امارت کا مفصل تعارف پیش کیا۔ حافظ عمیر اشاعتی مبلغ امارت شرعیہ پٹنہ نے انتظام وانصرام کی ذمہ بحسن وخوبی انجام دی۔ مولانا عاصم قاسمی قاضی دارالقضا پوہدی دربھنگہ نے مہمانان کرام کا استقبال وشکریہ ادا کیا۔ وفد کا اگلا پروگرام علی نگر بلاک میں 9 فروری سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ وفد 11 فروری تک دربھنگہ کے مختلف بلاکوں میں اصلاحی ودعوتی سرگرمیوں میں مشغول رہے گا۔

سمڈیگا (جھارکھنڈ) اور سندرگڑھ (اڈیشہ) میں وفد امارت شرعیہ کا دعوتی دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر دعوتی وفد جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ۱۱رتا۱۸رفروری ۲۰۲۳ء ضلع سمڈیگا جھارکھنڈ اور راورکیلا ضلع سندرگڑھ اڈیشہ کے مختلف مواضعات کا دعوتی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب وجناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی صاحب معاونین ناظم امارت شرعیہ، جناب مولانا ارشد قاسمی صاحب صدر جمعیۃ العلماء صوبہ اڈیشہ، جناب مولانا عبدالصمد نعمانی صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ حسینیہ راورکیلا اڈیشہ، جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی صاحب معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ، جناب مولانا مفتی ظفر عالم قاسمی صاحب رکن شوریٰ امارت شرعیہ راورکیلا اڈیشہ، جناب مولانا عبدالودود قاسمی صاحب قاضی شریعت راورکیلا سندرگڑھ اڈیشہ، جناب مولانا مختار عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت سمڈیگا جھارکھنڈ، جناب مولانا مفتی اسرافیل قاسمی صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ تجوید القرآن سمڈیگا جھارکھنڈ، جناب مولانا کرامت حسین صاحب کارکن دفتر راورکیلا، جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب کارکن دفتر راورکیلا، جناب مولانا مفتی مجاہد اللہ قاسمی صاحب وجناب حافظ محمد شہاب الدین صاحب مبلغین مارت شرعیہ شریک ہوں گے۔ اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

پروگرام دورۂ وفد امارت شرعیہ ضلع سمڈیگا جھارکھنڈ وضلع سندرگڑھ اڈیشہ

نمبرشمار	تاریخ	دن	پروگرام دن	پروگرام شب
۱	۱۱رفروری ۲۰۲۳ء	سنیچر		جامع مسجد لسیا۔ بعد نماز مغرب بانو۔ بعد نماز عشاء
۲	۱۲رفروری ۲۰۲۳ء	اتوار	ٹھیٹھئی ٹانگر ۱۰ربجے دن	مدینہ مسجد اسلام پور سمڈیگا بعد نماز عشاء
۳	۱۳رفروری ۲۰۲۳ء	سوموار		جامع مسجد کرڈیگ۔ بعد نماز مغرب
۴	۱۴رفروری ۲۰۲۳ء	منگل	جامع مسجد بنڈیگا بعد نماز ظہر	جامع مسجد راسپترا بعد نماز عشاء
۵	۱۵رفروری ۲۰۲۳ء	بدھ	طیبہ مسجد جامعہ کالونی پان پوش بعد نماز ظہر	جامع مسجد بسرا۔ بعد نماز مغرب
٦	۱٦رفروری ۲۰۲۳ء	جمعرات	جامع مسجد لوھنی پاڑہ۔ بعد نماز ظہر	جامع مسجد بنئی گڑھ۔ بعد نماز عشاء
۷	۱۷رفروری ۲۰۲۳ء	جمعہ	شہر راورکیلا کے مختلف مساجد میں علماء وفد کا خطاب	جامع مسجد راورکیلا بعد نماز عشاء
۸	۱۸رفروری ۲۰۲۳ء	سنیچر	نواگاؤں جامع مسجد بعد نماز ظہر	جامع مسجد سیکٹر۱۵راورکیلا بعد نماز مغرب، مسجد نور بعد نماز عشاء

ضلع جموئی میں وفد امارت شرعیہ کا دعوتی دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر دعوتی وفد جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ۱۸رتا۲٦رفروری ۲۰۲۳ء ضلع جموئی کے مختلف مواضعات کا دعوتی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا مفتی محمد ازہد لطیفی قاسمی صاحب استاذ حدیث دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، جناب مولانا عبداللہ جاوید ثاقبی صاحب امارت شرعیہ، جناب مولانا حسین احمد قاسمی صاحب مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین لوہرہ، جناب مولانا مفتی نعمان اختر قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء نیمارنگ جموئی، جناب مولانا قاری بشیرالدین قاسمی صاحب صدرالمدرسین اصلاح المسلمین لوہرہ، جناب ماسٹر نثار احمد رحمانی صاحب کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ضلع جموئی، جناب مولانا صبغۃ اللہ مظاہری صاحب مہتمم مدرسہ اشاعت الحق گڑھی، جناب مولانا مزمل حسین قاسمی صاحب وجناب مولانا ارشاد رحمانی صاحب مبلغین مارت شرعیہ شریک ہوں گے۔ اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

پروگرام دورۂ وفد امارت شرعیہ ضلع جموئی

نمبرشمار	تاریخ	دن	پروگرام صبح	پروگرام ظہر	پروگرام شب
۱	۱۸رفروری ۲۰۲۳ء	سنیچر	لوہرا	گڑھی	اڈسار، نوری مسجد بعد نماز مغرب اڈسار پرانی مسجد بعد نماز عشاء
۲	۱۹رفروری ۲۰۲۳ء	اتوار	گھگھل ڈیہہ	گھورکوا	بارہ جور
۳	۲۰رفروری ۲۰۲۳ء	سوموار	بٹھل پور	خیر ڈیہہ	سبل بیگھہ
۴	۲۱رفروری ۲۰۲۳ء	منگل	پرا پگھار	بندھا	رحمان ڈیہہ
۵	۲۲رفروری ۲۰۲۳ء	بدھ	کیوال چلہی	پنجیا	دھنیا ٹھیکہ
٦	۲۳رفروری ۲۰۲۳ء	جمعرات	رکت روہنیاں	برمسیا	کوڑا ڈیہہ
۷	۲۴رفروری ۲۰۲۳ء	جمعہ	جامع مسجد مہراج گنج		مدینہ مسجد نیمارنگ
۸	۲۵رفروری ۲۰۲۳ء	سنیچر	ڈھونڈری		بلیاڈیہہ ٹہوا
۹	۲٦رفروری ۲۰۲۳ء	اتوار	مرچا مسجد جموئی		ہانس ڈیہہ جموئی

نظام الاوقات برائے امتحان سالانہ ۱۴۴۴ھ

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

مورخہ ۴؍تا ۹؍شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۵؍فروری تا ۲؍مارچ ۲۰۲۳ء روز سنیچر تا جمعرات

۴؍شعبان ۱۴۴۴ء سنیچر ۲۵؍فروری ۲۰۲۳ء	ابوداؤد شریف ------------ ابن ماجہ	شرح نخبۃ الفکر مع مقدمہ ابن صلاح	آثار السنن مع عقیدہ الطحاوی	ترجمہ قران کریم ازابتداء تا سورہ نحل	ترجمہ قرآن کریم از بنی اسرائیل تا حجرات	ترجمہ قرآن کریم از سورہ ق تا ختم قرآن	القراءۃ الواضحہ دوم مع معلم الانشاء اول	قطر الندی	الفقہ المیسر	القراءۃ الراشدہ ثانی
۵؍شعبان ۱۴۴۴ء اتوار ۲۶؍فروری ۲۰۲۳ء	ترمذی شریف ------------ مؤطئین	بیضاوی شریف	ہدایہ ثالث	مقامات حریری	دروس البلاغہ	قدوری از بیوع تا ختم کتاب	نور الایضاح مع قدوری تا کتاب الحج	صور من حیاۃ الصحابہ ------- تہذیب الاخلاق	معلم الانشاء اول از تمرین ۴۱؍تا ۱۰۰	قصص النبین ثالث ورابع
۶؍شعبان ۱۴۴۴ء پیر ۲۷؍فروری ۲۰۲۳ء	طحاوی شریف	مشکوۃ شریف مع مقدمہ شیخ عبد الحق	جلالین شریف	مختصر المعانی (فن اول) مع تلخیص المفتاح (فن ثانی، ثالث)	مختارات اول معلم الانشاء ثانی از تمرین ۲۶ تا ۶۲	شرح شذور الذہب	ہدایۃ النحو مع کافیہ	شذا العرف	القراءۃ الراشدہ ثالث	قصص النبین ثانی مع القراءۃ الراشدہ اول
۷؍شعبان ۱۴۴۴ء منگل ۲۸؍فروری ۲۰۲۳ء	نسائی شریف مع شمائل ترمذی	ہدایہ رابع	میبذی، مع الفلسفہ	ہدایہ اولین	الفیۃ الحدیث	نفحۃ العرب مع مشکوۃ الآثار	تیسیر المنطق مع مرقات	قدوری	قصص من التاریخ الاسلامی	--------
۸؍شعبان ۱۴۴۴ء بدھ ۱؍مارچ ۲۰۲۳ء	بخاری شریف	سراجی	حسامی مع الفوز الکبیر	نور الانوار	شرح وقایہ اولین	شرح تہذیب	--------	منثورات مع کلیلہ ودمنہ	قصص النبیین خامس	معلم الانشاء اول از تمرین ۱؍تا ۴۰
۹؍شعبان ۱۴۴۴ء جمعرات ۲؍مارچ ۲۰۲۳ء	مسلم شریف	شرح عقائد	دیوان متنبی مع دیوان حماسہ	ریاض الصالحین	اصول الشاشی مع آسان اصول فقہ	القراءۃ الواضحہ سوم مع معلم الانشاء اول از تمرین ۸۱؍تا ختم، دوم ۱؍تا ۲۵	منہاج العربیہ اول دوم مع القراءۃ الواضحہ اول	معلم الانشاء ثانی	ہدایۃ النحو	-------

(۱) تحریری امتحان ہر روز ایک نشست میں ہوا کرے گا۔امتحان کا وقت ۳؍گھنٹے ۸؍تا ۱۱ بجے متعین کیا گیا ہے، امتحان کی میعاد چھ روز سے کم نہ رکھی جائے۔

(۲) جس خانہ میں دو کتابیں لکیر کے اوپر نیچے ایک ہی جماعت کی ہیں تو لکیر کے نیچے والی کتاب کا امتحان اسی دن بعد نماز ظہر لیا جائے۔ اگر کسی ادارہ میں وفاق کے نصاب کے علاوہ کوئی کتاب درجہ میں پڑھائی جاتی ہو تو اس کا امتحان نگراں کے مشورے سے، سوال بنا کر دوسری نشست میں لے لیا جائے۔

(۳) تقدیم و تاخیر خلاف مصلحت ہے، دونوں نشستوں کی ابتداء و انتہا منتظمین مدرسہ کے مشورہ سے متعین کرلیا جائے۔ جوابات بہر صورت تین ہی مطلوب ہوں گے۔

(۴) امتحانات وفاق کے نصاب کے مطابق لئے جائیں، ندوہ سے منسلکہ مدارس یا درمیان سال میں وفاق سے منسلک ہونے والے مدارس اس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔

(۵) تجوید و حفظ کا امتحان آخر کے تین دنوں میں لیا جائے۔ ۶) نگراں حضرات کاپیوں پر اپنے دستخط کر کے ہی امیدوار کے حوالے کریں۔

(۷) جن مدارس میں عربی درجات نہیں ہیں ان کا سالانہ امتحان آخر کے تین دنوں میں ہوگا اور نتائج امتحان فوری طور پر دفتر وفاق کو ارسال کر دیں۔

(مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی)
ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ

(مفتی انوار احمد قاسمی)
ناظم امتحان وفاق المدارس الاسلامیہ

ترکی اور شام میں زلزلے سے ہلاکتیں اکیس ہزار سے متجاوز

ترکی اور شام میں آنے والے بھیانک زلزلے کے تقریباً 100 گھنٹے بعد بھی امدادی کارکنان ملبہ ہٹانے میں مصروف ہیں۔ خطے میں صدی کی بدترین آفات میں سے ایک میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 21000 سے زائد ہو چکی ہے۔ شام میں اقوام متحدہ کی جانب سے پہلی امداد جمعرات کو پہنچی۔ لیکن تین دن گذر جانے کی وجہ سے ملبے تلے دبے کسی شخص کے زندہ بچے رہنے کے امکانات معدوم ہو چکے ہیں۔ سخت سردی کی وجہ سے دونوں ملکوں میں تلاشی کی کوششوں میں کافی رخنہ پڑا ہے۔ تاہم جنوبی ترکی کے شہر انطاکیہ میں 80 گھنٹے بعد 16 سالہ میلدا اداتاس کو زندہ دیکھ کر ان کے والد کے آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل آئے۔ اس ایک اچھی خبر نے بہت سے دیگر مایوس چہروں پر بھی ہلکی سی مسکان بکھیر دی۔ پیر کے روز 7.8 شدت کا زلزلہ ایسے وقت آیا جب لوگ سو رہے تھے۔ زلزلے سے وہ علاقہ بھی بری طرح متاثر ہوا ہے جہاں شام کی خانہ جنگی کی وجہ سے بہت سے لوگ پہلے ہی نقصان سے دوچار اور بے گھر ہو چکے ہیں۔ عالمی تنظیم صحت (ڈبلیو ایچ او) کے سربراہ ٹیڈروس اڈانوم گیبریئسس اور اقوام متحدہ کے انسانی ہمدردی کے سربراہ مارٹن گریفتھ کے ساتھ متاثرہ علاقوں کے دورے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی کی صدر مرجانا اسپولجارک نے بتایا کہ وہ حلب پہنچ چکی ہیں۔ انہوں نے ایک ٹویٹ میں کہا، ''برسوں کی شدید لڑائی کے بعد جدوجہد کرنے والی کمیونٹیز اب زلزلے کی وجہ سے معذور ہو گئی ہیں، جیسے ہی یہ المناک واقعہ ختم ہوتا ہے لوگوں کے مایوس کن حالات پر فوری توجہ دی جانی چاہئے۔''

باب الحوا کراسنگ پر ایک عہدیدار نے خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کو بتایا کہ امدادی قافلہ جمعرات کے روز ترک سرحد پار کر کے باغیوں کے قبضے والے شمال مغربی شام کے علاقے میں پہنچا۔ زلزلے کے بعد وہاں جانے والا یہ پہلا امدادی قافلہ تھا۔ یہ واحد کراسنگ ہے جس سے ہو کر اقوام متحدہ کی مدد شامی حکومتی فورسز کے زیر کنٹرول علاقوں سے گزرے بغیر عوام تک پہنچتی ہے۔ ایک دہائی سے جاری خانہ جنگی اور شامی اور روسی فضائی بمباری نے ہسپتالوں کو تباہ کر دیا ہے، معیشت تباہ ہو چکی ہے اور بجلی، ایندھن اور پانی کی زبردست قلت ہے۔ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انٹونیو گوٹریش نے سلامتی کونسل سے اپیل کی کہ انسانی امداد پہنچانے کے لیے ترکی اور شام کے درمیان ایک نئی کراسنگ کھولنے کا حکم دے۔ باغیوں کے کنٹرول والے علاقوں میں 40 لاکھ افراد رہتے ہیں اور وہ باب الحوا کے راستے اقوام متحدہ کی جانب سے پہنچائی جانے والی راحت پر انحصار کر رہے ہیں۔ گوٹیرش نے کہا کہ ''یہ اتحاد کا وقت ہے، یہ سیاست کرنے کا وقت نہیں ہے اور نہ ہی تقسیم کرنے کا وقت ہے، یہ واضح ہے کہ ہمیں بڑے پیمانے پر حمایت کی ضرورت ہے۔''

پیر کے روز آنے والا زلزلہ ترکی میں 1939 کے زلزلہ، جس میں ارزنجان میں 33000 افراد ہلاک ہو گئے تھے، کے بعد سے سب سے بھیانک زلزلہ تھا۔ حکام کا کہنا ہے کہ ترکی میں ہلاکتوں کی تعداد 17674 سے تجاوز کر چکی ہے جب کہ شام میں کم از کم 3377 افراد ہلاک ہو چکے ہیں، ماہرین کا کہنا ہے کہ ہلاکتوں کی تعداد میں مزید اضافے کا خدشہ ہے۔ تباہی کے بعد حالات سے مناسب انداز میں نمٹنے میں حکومت کی مبینہ ناکامی سے ترک عوام میں ناراضگی پائی جاتی ہے۔ حالانکہ صدر رجب طیب اردوآن نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا ہے اور بعض کوتاہیوں کا اعتراف بھی کیا۔ دریں اثناء عالمی امداد کا سلسلہ جاری ہے، چین، بھارت، خلیجی ممالک اور امریکہ سمیت درجنوں ملکوں نے امداد کا وعدہ کیا ہے۔ عالمی بینک نے کہا کہ وہ ترکی کو راحت اور تلاشی کی سرگرمیوں میں مدد کے لیے 1.78 ارب ڈالر فراہم کرے گا۔ بینک نے بتایا کہ ترکی کو دو موجودہ پروجیکٹوں کے تحت 780 ملین ڈالر کی فوری مدد دی جا رہی ہے، جب کہ متاثرہ افراد کے لیے ایک ارب ڈالر کی مدد کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ فچ ریٹنگ کا کہنا ہے کہ زلزلے کی وجہ سے جانی نقصان کے علاوہ ترکی کو دو ارب ڈالر کا مالی نقصان ہو چکا ہے جو چار ارب ڈالر یا اس سے بھی زیادہ تک جا سکتا ہے۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

طلاق کا شرعی طریقہ

مفتی زین الاسلام قاسمی، دیوبند

نکاح ایک شرعی پائیدار معاہدہ ہے؛ لہٰذا سخت ضرورت کے بغیر اُس کو ختم کرنا یا ختم کرنے کا مطالبہ کرنا اسلام میں ناجائز وممنوع اور نکاح کے بنیادی مقصد اور اسلامی منشا کے خلاف ہے، اسی معاہدے کو ختم کرنے کا نام دوسرے لفظوں میں ''طلاق'' ہے۔ احادیث میں بلاضرورت اس کا اقدام کرنے پر ناپسندیدگی ظاہر کی گئی ہے، ایک حدیث میں ہے: ''اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے''

بلاضرورت اس کا ارتکاب کرنا عرشِ الٰہی کو ہلانا اور شیطان کو خوش کرنا ہے :

اسلام کا اصل منشأ اس رشتہ کو باقی اور قائم رکھنا ہے؛ اسی لیے بلاضرورت اس رشتہ کو توڑنے کی سخت مذمت بیان کی جاچکی ہے؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بسا اوقات میاں بیوی کے درمیان حالات خوش گوار نہیں رہتے، آپسی نا اتفاقیاں پیدا ہوجاتی ہیں، دونوں میں نبھاؤ مشکل ہوتا ہے، ایسی صورت میں بھی اِسلام نے جذبات سے مغلوب ہوکر جلد بازی میں فوراً ہی اس پاکیزہ رشتہ کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دی؛ بلکہ میاں بیوی دونوں کو مکلّف بنایا کہ وہ حتیٰ الامکان اس بندھن کو ٹوٹنے سے بچائیں؛ چنانچہ عورت کی طرف سے نافرمانی کی صورت میں مردوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ:

(۱) اگر عورت کی نافرمانی کا خطرہ ہو، تو حکمت اور نرمی کے ساتھ پہلے اُس کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ (۲) اگر سمجھانا موثر نہ ہو، تو عارضی طور پر اُس کا بستر الگ کردیا جائے۔ (۳) اگر دوسری صورت بھی مفید ثابت نہ ہو اور عورت اپنی عادت پر قائم رہے، تو کچھ زجر وتوبیخ اور ہلکے درجہ کی سرزنش سے کام لیا جائے۔

اور مردوں کی طرف سے کسی قسم کی بدسلوکی کے وقت عورتوں کو یہ ہدایت ہے کہ: ''کسی عورت کو اگر اپنے شوہر کی بدسلوکی سے ڈر یا اُس کی بے اعتنائی سے شکایت ہو، تو میاں بیوی کے لیے اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں ایک خاص طور پر صلح کرلیں''

اگر اس سے بھی معاملہ حل نہ ہو اور خدانخواستہ آپس کے تعلقات بہت ہی خراب ہوجائیں، پھر بھی شریعت نے رشتۂ نکاح کو توڑنے کی اجازت نہیں دی؛ بلکہ یہ حکم دیا کہ میاں بیوی دونوں اپنی طرف سے ایک ایک ایسا حَکَم (پنچ) اور ثالث مقرر کرلیں، جو مخلص اور خیر خواہ ہوں، جن کا مقصد اختلاف کو ختم کرانا ہو؛ اس لیے دونوں حَکَم پوری ایمان داری اور انصاف کے ساتھ اختلاف کا جائزہ لیں اور دونوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی اور ناخوش گوار حالات کے مسئلہ کا ابتدائی حل طلاق دینا نہیں ہے؛ بلکہ اختلاف کے اسباب کو تلاش کرکے اُس پر روک لگانا ہے۔

صلح وصفائی کی مذکورہ تمام صورتوں کو اختیار کرنے کے بعد بھی ممکن ہے کہ حالات قابو میں نہ آئیں اور دونوں میں موافقت اور نبھاؤ کی کوئی صورت باقی نہ رہ جائے، زوجین میں باہم اعتماد ختم ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حدود واحکام کو پورا کرنا مشکل ہوجائے، تو ایسی آخری حالت میں بھی معاہدۂ نکاح کے برقرار رکھنے پر مجبور کرنا دونوں پر ظلم ہے، ایسی صورت میں اُن کی زندگی تنگی و پریشانی کا بدترین نمونہ بن جائے گی، جس کے نتیجے میں قابلِ نفرت گھناؤنی اور ناپسندیدہ حرکتوں کے صادر ہونے کا امکان ہے، نیز اس میں خاندانی فوائد کے بجائے سیکڑوں مصیبتیں اور مضرتیں ہیں۔

اسلام کی نظر میں طلاق اگرچہ ایک ناگوار اور ناپسندیدہ عمل ہے؛ لیکن ایسے حالات میں بھی اگر طلاق کی بالکل ممانعت کردی جائے، تو یہ نکاح دونوں کے لیے سخت فتنہ اور پریشانی کا سبب بن جائے گا، لہٰذا ایسی مجبوری میں شریعتِ اسلامی نے طلاق کی گنجائش دی ہے؛ کیونکہ نکاح کے بعد پیدا ہونے والی مشکلات اور سخت ضیق وتنگی کی حالت سے نکلنے کا پرامن اور پرسکون راستہ صرف طلاق ہے، اس کا کوئی متبادل نہیں ہے، شریعت کی طرف سے ایسے حالات میں طلاق رحمت پر مبنی ایک قانون ہے، جس میں مرد کو اجازت ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرلے، اسی طرح عورت بھی نکاح سے آزاد ہوکر چاہے تو دوسری جگہ اپنا نکاح کرلے۔

طلاق دینے کا صحیح اور بہتر طریقہ: جب حالات یہاں تک پہنچ جائیں کہ طلاق دینے ہی میں شوہر اور بیوی دونوں کے لیے راحت ہو، اس کے بغیر دونوں کے لیے خوشگوار زندگی گذارنا ممکن نہ ہو، تو ایسی حالت میں بھی شریعت نے مرد کو آزاد نہیں چھوڑا کہ جس طرح چاہے اور جتنی چاہے طلاق دیدے؛ بلکہ اس کے حدود اور ضابطے طے کیے، جن سے اسلام کے قوانین کی جامعیت اور اُن کا فطرت کے عین مطابق ہونا خوب واضح ہوتا ہے۔

چنانچہ طلاق دینے کا صحیح اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ:

(۱) بیوی کو صاف لفظوں میں صرف ایک طلاق دی جائے، شوہر بیوی سے کہے ''میں نے تجھے طلاق دی''۔

(۲) طلاق اس وقت دی جائے، جب عورت پاک ہو یعنی: اُس کو ماہواری نہ آرہی ہو اور اُس پاکی کے زمانے میں صحبت نہ کی گئی ہو؛ کیونکہ ماہواری کے دوران طلاق دینا گناہ ہے اور اگر صحبت کرنے کے بعد طلاق دی جائے گی، تو ممکن ہے کہ حمل ٹھہر جانے کی وجہ سے اُس کی عدت لمبی ہوجائے، جو عورت کے لیے مشقت اور پریشانی کا سبب ہے۔

طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے، اگر لوگ طلاق دینے کے اسی طریقہ کو اختیار کریں، تو طلاق کی وجہ سے پیش آنے والے مسائل پیدا نہ ہوں؛ اس لیے کہ عام طور پر وقتی تکلیف اور عارضی اختلاف کی وجہ سے غصے میں آدمی طلاق دے ڈالتا ہے؛ لیکن بعد میں دونوں کو اس کا شدید احساس ہوتا ہے اور طلاق کے باوجود ایک دوسرے کی محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی؛ بلکہ کبھی پہلے سے زیادہ اس میں اضافہ ہوجاتا ہے؛ پھر دونوں پریشان ہوتے ہیں اور دوبارہ ازدواجی زندگی قائم کرنا چاہتے ہیں، دونوں کے خاندان والوں کی بھی یہی خواہش رہتی ہے اور اگر سوچ سمجھ کر طلاق دی گئی ہو، تو بھی مذکورہ طریقہ کے خلاف اختیار کرنے میں مختلف قسم کی پریشانیاں پیش آتی ہیں۔

ان دشواریوں کا حل یہی ہے کہ بدرجۂ مجبوری صرف ایک طلاق دی جائے؛ اس لیے کہ ایک طلاق دینے کی صورت میں شوہر کے لیے عدت کے اندر اندر ہی رجوع (یعنی: دوبارہ نکاح کے بغیر بیوی کو اپنے نکاح میں واپس لینے) کا اختیار رہتا ہے۔

اور اگر شوہر نے عدت کے اندر رجوع نہیں کیا، تو عدت گذرنے کے بعد بیوی اگرچہ اُس کے نکاح سے نکل جاتی ہے؛ لیکن دونوں کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ نئے سرے سے دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش رہتی ہے، اس صورت میں حلالۂ شرعی شرط نہیں ہے۔

ایک ساتھ تین طلاق دینا ایک بڑا گناہ: اگر کوئی شخص طلاق سے متعلق ماقبل میں بیان کی ہوئی اسلام کی مستحکم تعلیمات کو نظر انداز کرکے یکبارگی تین طلاق کا اقدام کرے (جیسا کہ آج کل بالعموم ایسا ہی ہوتا ہے) تو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شریعت اسلامی کی نگاہ میں یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، ایسا شخص سخت گنہگار ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کے متعلق اطلاع ملی کہ اُس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیدی ہیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جائے گا؟ (نسائی)

اسی طرح ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے والد نے میری والدہ کو ایک ہزار طلاقیں دے دی ہیں، اب کوئی راستہ ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا والد خدا سے ڈرتا، تو اللہ اُس کے لیے راستہ نکالتا، اب تو بیوی تین طلاقوں سے جدا ہوگئی۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کرکے گناہ کا کام کیا اور شیطان کی پیروی کی۔ (طحاوی)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا شیطانی عمل اور گناہ کا کام ہے، اس لیے ایک مسلمان کو تین طلاق ہرگز نہیں دینی چاہیے؛ لیکن اگر کسی نے شریعت کے حکم کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک مجلس میں تین طلاق دیدیں، تو تین طلاق بلاشبہ واقع ہوجائے گی، یہ بھی شریعت کا ایک متفق علیہ حکم ہے، ''جمہور علماء خلف وسلف، تابعین، تبع تابعین، امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے اصحاب، امام مالکؒ اور اُن کے اصحاب، امام شافعیؒ اور اُن کے اصحاب، امام احمدؒ اور اُن کے اصحاب، جمہور فقہائے کرام، محدثین عظام وغیرہ کا یہی مسلک ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے، تو تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی؛ البتہ اس کی وجہ سے وہ گنہگار بھی ہوگا''۔

طلاق کا حق صرف شوہر کو کیوں؟: طلاق کے بارے میں شریعت کا مزاج معلوم ہوچکا ہے کہ طلاق کسی وقتی منافرت اور عارضی اختلاف کی وجہ سے نہیں دینی چاہیے؛ بلکہ طلاق سے پہلے شریعت کی بتلائی ہوئی تدابیر اور ہدایات پر عمل کرنے کے بعد بھی اگر مسئلہ حل نہ ہو اور میاں بیوی دونوں کو اس کا یقین ہو کہ ہمارے لیے عافیت اور سلامتی جدائیگی ہی میں ہے، تو ایسی صورت میں سوجھ بوجھ اور باقاعدہ ہوش وحواس کے ساتھ طلاق دینی چاہیے، ظاہر ہے کہ طلاق سے متعلق اسلام کے اِس معتدل اور عدل وانصاف پر مبنی فطری نظام میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ طلاق کا حق صرف شوہر کو کیوں دیا گیا، عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؛ اس لیے کہ اس سوال کا منشا یہ ہے کہ نعوذ باللہ اسلام نے طلاق کا حق صرف مردوں کو دے کر عورت کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ کیا ہے؛ حالانکہ ماقبل کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ اسلام میں طلاق کا نظام عین عدل اور انصاف کے مطابق ہے، اُس نظام کو اگر اسی طرح برتا جائے، جیسا شریعت کا منشاء ہے، تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوگا۔

تاہم اُن لوگوں کے لیے جو احکامِ اسلام کے مصالح اور حکمتوں کو ناقص عقل انسانی کے زاویہ سے دیکھنا چاہتے ہیں، نیز بعض اُن لوگوں کے لیے بھی، جن کو شریعت کے ہر حکم پر مکمل بصیرت اور انشراح ہے؛ لیکن وہ مزید اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ ہم اس کی ایک اہم حکمت پیش کرتے ہیں۔

طلاق کا حق مرد کو دیا جانا مرد کے مزاج وطبیعت کے موافق ہے، اس کے برخلاف عورت کو یہ حق ملنا خود اُس کی فطری شرم وحیا اور مزاج وطبیعت کے خلاف ہے؛ اس لیے کہ اس حق کا صحیح استعمال کرنے کے لیے بہت سی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جن صفات میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں یک گونہ فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: طاقت وقوت، جرأت وہمت، خود اعتمادی، دوسروں سے متاثر نہ ہونا، زبان پر قابو رکھنا، دور اندیشی، جلد بازی اور جذباتیت سے بچنا؛ یہ اور ان کے علاوہ بہت سی صفات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں عام طور پر فوقیت عطا فرمائی ہے، دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مردوں پر بہت سی صفات اور خوبیوں میں فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: الفت ومحبت، رحم دلی اور نرمی، تحمل وبرداشت۔ مرد اور عورت کے اِس طبعی فرق کو ساری دنیا کے سمجھدار لوگ تسلیم کرتے ہیں؛ اس لیے کہ نظامِ عالم کے متوازن طریقہ پر چلنے کے لیے مرد اور عورت کے درمیان اس فطری فرق کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

حقِ طلاق بھی اسی لیے مردوں کو دیا گیا کہ اُن کے اندر اللہ کی طرف سے ودیعت کی جانے والی مذکورہ بعض خصوصی صفات کی بنا پر عورتوں کی بہ نسبت اس حق کو صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اور اہلیت زیادہ ہے؛ اسی لیے اگر کوئی مرد اس حق کا غلط استعمال کرتا ہے، تو شریعتِ اسلامی کی نگاہ میں وہ سخت مجرم اور نافرمان سمجھا جاتا ہے؛ کیونکہ اُس نے صلاحیت اور اہلیت کے باوجود جان بوجھ کر اپنے حق سے غلط فائدہ اٹھایا۔

یہ حکمت ہم نے مثال کے طور پر پیش کردی ہے، علمائے کرام نے اس کی اور بھی حکمتیں بیان کی ہیں، جن کا ذکر ہم یہاں ضروری نہیں سمجھتے؛ بلکہ یہاں پر ہم خاص طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامی اللہ کا وہ پسندیدہ مذہب ہے، جو ہر اعتبار سے کامل ومکمل کردیا گیا ہے اور اس مذہب کا ہر حکم اپنے اندر ہزار ہا ہزار حکمتوں اور مصلحتوں کو لیے ہوئے ہے، ایک مسلمان کی بندگی اور عبدیت کی اصل شان یہ ہے کہ وہ ہر حکم الٰہی کو فکری اور عملی طور پر محض اس بنیاد پر تسلیم کرے کہ یہ ساری دنیا کے مالک وخالق، بندوں کے مشفق ومحسن، بندوں کی مصلحتوں اور فائدوں کو اُن سے زیادہ جاننے والے، غیب کے بھیدوں سے واقف اور کائنات کے نظام کو چلانے والے ایک معبود حقیقی کا حکم ہے۔ حکمِ الٰہی کی گہرائیوں اور اُس کی حقیقی حکمتوں کا انسان کی ناقص عقل کے ذریعہ پورے طور پر ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ بندگی کی یہ شان ایک مسلمان کے ایمان کا اعلیٰ مقام ہے۔

نقطۂ نظر

عصر حاضر کا ادبی رویہ

ڈاکٹر محمد ذاکر حسین ندوی

کسی بھی زبان کے ادب کو پروان چڑھنے اور فروغ پانے کی بنیادی شرطوں میں ایک اہم شرط اس کے قاری کا موجود ہونا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی ادب اپنے قاری سے محروم ہوا تو وہ ادب صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا اور ایک قصہ پارینہ بن کر رہ گیا۔وہی ادب اپنی موجودگی کا احساس دلانے میں کامیاب ہو سکا، جو اپنی دلکشی، جاذبیت، تازگی اور شگفتگی کی وجہ سے قاری کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا سکا۔اس تناظر میں موجودہ دور کے اردو ادب پر چہار جانب نظر دوڑایئے اور محاسبہ کیجئے، کیا اردو ادب کو قاری میسر ہے؟ کیا اردو ادب میں دلکشی، جاذبیت، تازگی اور شگفتگی پائی جاتی ہے؟ کیا اس کے اندر ایسی جاذبیت ہے کہ قاری کو اس کے مطالعہ پر مجبور کر دے؟اس کا جواب اگر نفی میں نہیں دیا جا سکتا تو اثبات میں بھی مشکل ہے۔آج اردو ادب جس وسیع پیمانہ پر چھپ رہا ہے۔کیا اسی وسیع پیمانہ پر اس کو پڑھا بھی جا رہا ہے؟ موجودہ دور کے اردو ادب کا یہ سب سے چبھتا ہوا سوال ہے،جس کا محاسبہ کرنا بہت ضروری ہے۔ جب تک مثبت انداز میں اس کا حل نہ ڈھونڈا جائے، اس وقت تک ہم صحیح معنوں میں اس کا تجزیہ نہیں کر سکتے۔اردو ادب میں قاری کی عدم دلچسپی کی کئی وجوہات ہیں۔پہلی وجہ ادبی گھیرابندی ہے۔اگر اردو ادب میں قاری کی دلچسپی پیدا کرنی ہے تو ہمیں سب سے پہلے ترقی پسندیت، جدیدیت اور مابعد جدیدیت کی گھیرابندی سے باہر نکلنا ہوگا۔اس گھیرابندی سے جہاں اردو ادب کو فائدہ ہوا ہے، وہاں نقصان بھی کم نہیں ہوا ہے۔اس کا ایک منفی پہلو یہ ہے کہ ان گھیرابندیوں کے علم برداروں نے اپنے اردگرد ایسا خط فاصل کھینچ رکھا ہے کہ انسانی تخیلات وتصورات ایک محدود دائرہ میں سمٹ کر رہ گئے ہیں۔اور اس کے لئے انھوں نے ایسے پیمانے تراش کر رکھے ہیں کہ اس پیمانہ میں وہی جام رکھا جائے گا، جو ان کی مطلب براری میں معاون ثابت ہو سکے، ورنہ اسے رد کر دیا جائے گا۔ان گھیرابندیوں نے آپسی رنجشوں کو بھی ہوا دی ہے۔ادبی سمیناروں اور کانفرنسوں میں دیکھنے کو ملتا ہے ان میں صرف اور صرف گھیرابندی اور گروپ سازی کا ہی خیال رکھا جاتا ہے۔اگر بھولے بھٹکے دوسرے گروپ کا کوئی ادیب/ شاعر/محقق شریک محفل ہو جاتا ہے تو منظر نامہ کچھ اور ہوتا ہے۔اسی محدود سوچ کا نتیجہ ہے کہ ان سیمناروں اور کانفرنسوں سے کوئی حوصلہ افزا باتیں کھل کر سامنے نہیں آ پاتیں اور یہ نشستن گفتن و برخاستن کا دلچسپ مرکب ہو کر رہ جاتا ہے۔اور جب اس کے مقالات قاری کے روبرو ہوتے ہیں تو قاری باسی مال سمجھ کر اس سے کنارہ کش ہونے میں ہی اپنی عافیت سمجھتا ہے۔

بعض مستثنیات سے قطع نظر ریسرچ پروجکٹوں کی ارزانی اور اس کی تیاری میں تن آسانی نے ادب میں قاری کی دلچسپی کو اور کم کر دیا ہے۔چونکہ ان ریسرچ پروجکٹوں کی بدولت موٹی رقم حاصل ہوتی ہے۔اس لئے یہ عام لوگوں کی پہنچ سے بہت دور ہوتے ہیں۔یہ پروجکٹ عام طور پر بڑے بڑے قدآوروں کو دیا جاتا ہے۔عام طور پر عہدہ کی سلامتی اور کرسی کے تحفظ کی خاطر بھی قدآوروں کو متعدد پروجکٹ سے نوازا جاتا ہے۔چونکہ نام بڑا ہوتا ہے اس لئے قاری بھی امیدیں پال لیتا ہے۔لیکن یہ پروجکٹ عام طور پر ان کی سابقہ تصانیف کا اعادہ ہوتا ہے یا تلخیص یا نقل در نقل۔اس میں صرف ایک ہی شئے نئی اور تر و تازہ ہوتی ہے، وہ ہے اس کا عنوان۔یہ عنوان اتنا جاذب نظر ہوتا ہے کہ قاری اس کے جال میں پھنس جاتا ہے۔لیکن جیسے ہی حقیقت سے روشناسی ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ کو ٹھگا ہوا محسوس کرتا ہے اور اس سے گلوخلاصی میں ہی اپنی خیر مناتا ہے کہ بوسیدہ اور پامال ادب سے کب تک اپنے ذوق و شوق کا امتحان لیتا رہے۔ان قدآوروں سے مایوس ہو کر قاری اب اپنا رخ پروپگنڈا ادب کی جانب کرتا ہے اور اس سے ڈھیر ساری امیدیں وابستہ کر لیتا ہے اور بہت ذوق و شوق سے اس ادب کے مطالعہ میں وہ منہمک ہو جاتا ہے۔لیکن یہ تشہیری ادب بھی اسے مایوس ہی کرتا ہے۔اب قاری کی تشنگی اسے ادب سے متنفر کرنے ہی لگتی ہے کہ اس کی ملاقات ایسے ادیبوں، شاعروں اور محققوں سے ہوتی ہے، جو عام ادبی دھارا سے الگ ہوتے ہیں۔چونکہ ان کے اوپر مایوسی کی دبیز چادر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔اس لئے وہ احساس کمتری کے زبردست شکار ہوتے ہیں۔قاری یہاں آ کر بری طرح الجھ جاتا ہے اور ادب سے راہ فرار کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اسے نظر نہیں آتا۔جامعاتی ادب کی حقیقت سے وہ پہلے ہی واقف تھا۔اس لئے دوبارہ ادھر رخ کرنے کی اسے ہمت نہیں ہوئی۔کیونکہ ادب کو بے اعتبار کرنے میں اس کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔اگر صحیح اصولوں اور درست پیمانوں پر ادب کی قدر افزائی ہوئی ہوتی تو آج ادب اتنا کم مایہ نہیں سمجھا جاتا۔اردو ادب کا دامن بہت وسیع ہے۔اس کی وسعت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جو بھی شخص اپنے اصلی میدان اور بنیادی موضوع پر چل نہیں پاتے، اردو ادب اس کو اپنے اندر شامل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔چونکہ یہ مہاجر ادیب بنیادی اصول وضوابط سے کماحقہ آگاہ نہیں ہوتے۔اس لئے پھر وہی ڈھاک کے تین پات والی مثل صادق آتی ہے۔لیکن بعض مستثنیات بھی ہیں، جس سے ادب کو فائدہ بھی پہنچا ہے۔ان ادبی رویوں سے قاری بری طرح متأثر ہوتا ہے اور اس جنجال سے نکلنے کے لئے اپنی پوری طاقت کا استعمال کرتا ہے اور ادب اس کے لئے ایک ارزاں شے بن کر رہ جاتا ہے۔اب اس کی تشنگی کم ہو جاتی ہے اور وہ اپنے لئے کسی ادب کی ضرورت نہیں سمجھتا ہے۔

قدرشناسی اور عزت افزائی کا طریقہ کار بھی بڑا الجھا ہوا اور غیر منصفانہ ہے۔خون جگر سے تخلیق وتصنیف کردہ کتابیں اکثر و بیشتر اس سے محروم رہ جاتی ہیں۔لیکن اس سے اس تخلیق کی اپنی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔عام طور پر دوم وسوم درجہ کی کتابوں کو انعامات سے نوازا جاتا ہے۔اس سے ادب شناسوں کے بیچ اس کی اہمیت تو نہیں بڑھتی البتہ انعامات واعزازات بے وقعت ہو کر رہ جاتے ہیں۔اب تو یہ تصور عام ہو چکا ہے کہ انھیں مصنفوں کو انعام دیا جائے گا جن میں مصاحبی کے اوصاف زیادہ ہوں گے۔اس سلسلے میں مواد پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی ہے۔صرف اور صرف مصنف کا قد اور ادبی دنیا پر اس کی مضبوط گرفت ہی کو معیار بنایا جاتا ہے۔انعام دینے کے اس طریقہ کار سے اچھا ادب پنپ نہیں پاتا ہے۔

ایسے نازک ماحول میں ہمیں خود محاسبہ کی ضرورت ہے اور ادب کو ارزاں شے بننے سے روکنے کے لئے قاری کی خواہشوں کا پاس رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔کیونکہ جس طرح کسی قوم سے اس کا خواب چھین لیا جاتا ہے تو وہ قوم خود بخود مردہ ہو جاتی ہے۔اسی طرح کسی ادب سے جب اس کا قاری چھین لیا جاتا ہے تو وہ ادب خود بخود مردہ ہو جاتا ہے۔اس لئے ادب کو زندہ رکھنے کے لئے قاری کو زندہ رکھنا بے حد لازمی ہے۔

اس کے لئے ہمیں ایسے ادب کی تخلیق کرنی ہوگی، جو فن کی کسوٹی پر کھرا اتر سکے اور اس کے اندر ایسی کشش اور جاذبیت موجود ہو، جو قاری کو اس کے مطالعہ پر مجبور کر دے۔اسی وقت قاری کی تشنگی میں نئی روح پھونکی جا سکتی ہے۔ایسا ادب اسی وقت تیار ہو سکتا ہے، جب ہم اپنے دلوں کو ساری کدورتوں اور آلائشوں سے پاک صاف رکھیں اور اس سلسلہ میں عدل وانصاف اور مساوات کا بھی دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔اس کے لئے ہمیں خود غرضی اور مصلحت سے اوپر اٹھنا ہوگا۔ادب کو اس کے پیش کردہ مواد کی روشنی میں پرکھنا ہوگا۔تب کہیں جا کر ادب کی قدرشناسی ہوگی اور اس ادب کی تلاش کی جائے گی۔

مشکلات کیوں پیش آتی ہیں

حافظ خلیل الرحمٰن

یوں تو انسانی زندگی روزمرہ کے حساب سے کسی نہ کسی مشکل میں پھنس جاتی ہے اور یہ زندگی یوں بھی مشکلات سے عبارت ہے، پریشانیاں ہماری زندگی کا اٹوٹ حصہ ہیں۔لیکن یہ جب یہی پریشانیاں بڑی یا اجتماعی ہو جائیں یا آنے والی مصیبت آسمانی یا زمینی ہو جائے تو ذہن مختلف اندیشوں میں گھر جاتا ہے اور یہ سوال اٹھنے لگتا ہے کہ آخر ان مصائب کے نزول کے اسباب کیا ہیں؟ آخر مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟ آیئے اس سوال کا جواب جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ کسی کو یونہی مفت میں بلا کسی گناہ کے گرفتارِ مصیبت نہیں کرتا، اللہ نے قرآن میں مختلف مقامات پر ہمیں اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ مصائب جو بھی آتے ہیں وہ انسانوں کے اپنے اعمال کا انجام ہے۔کبھی تو یہ مصیبت تنہا شخص کے لئے نازل ہو کر اس کا خاتمہ کر دیتی ہے اور کبھی نازل شدہ مصیبت کا ٹارگٹ پوری قوم ہوا کرتی ہے۔آیئے اب اسباب پر نظر ڈال لیتے ہیں:

اللہ اور اس کے رسول کی معصیت: آپ پورا قرآن پڑھ جائیں، جہاں بھی قوموں کی ہلاکت کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں اسباب بھی مذکور ہیں اور ان اسباب میں بنیادی سبب جو اللہ نے بیان کیا وہ اللہ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی ہے،قوم نوح سے لے کر قوم موسی وعیسی علیہم السلام تک ساری قوموں پر نازل ہونے والی آفت ومصیبت کا مرکزی سبب اللہ اور رسول کی معصیت ہے۔ہم بھی روزانہ نہ جانے کتنی بار ان دونوں کی نافرمانی کرتے ہیں اور پھر مصیبت آ جانے پر واویلا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ناپ تول میں کمی کرنا : انسان ناپ تول میں کمی کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا، شعیب علیہ السلام کی قوم اہل مدین میں یہ بیماری موجود تھی، انہیں ان کے اس غلط عمل سے منع کیا گیا لیکن وہ باز نہیں آئے، نتیجتاً اللہ نے زلزلے کے شدید جھٹکوں سے ان کو اور ان کے گھروں کو برباد کر دیا۔اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنا شروع کر دیتی ہے تو ایسی قوم پر قحط سالی، مہنگائی اور حکمرانوں کے جور وظلم جیسی مصیبتیں اللہ مسلط کر دیتا ہے‘‘(ابن ماجہ، حسن، 3246)اس حدیث کے بعد اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں قحط سالی کیوں، مہنگائی کی مار کیوں اور ہم ظلم وستم کا شکار کیوں ہیں؟

نیکی کا حکم نہ دینا: جب پوری قوم برائی میں ملوث ہو جائے، کوئی نیکی کا حکم دینے والا اور برائی کو برائی جانتے ہوئے بھی اس سے روکنے والا نہ ہو تو بھی مصائب کا نزول ہوتا ہے، اللہ نے قرآن میں بنی اسرائیل کے متعلق بیان کیا:’’ہم نے ان کو نجات دی جو برائی سے روکتے تھے اور ان کو برے عذاب میں مبتلا کر دیا جنہوں نے ظلم کیا اس لئے کہ وہ نافرمان تھے‘‘(الاعراف:165)اور دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا کہ:’’**اصحاب السبت**‘‘ کو اس لئے مصائب میں مبتلا کیا گیا کیونکہ وہ برائی سے روکتے نہ تھے‘‘(المائدۃ:79) ویسے بھی ’’خیر امت‘‘ کا وصف ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے، ہم اپنی ذمہ داری نبھائیں تو مصیبت ہمارے قریب نہیں آئے گی۔

زبان کا صحیح استعمال نہ کرنا: زبان بظاہر ایک چھوٹا سا انسانی عضو ہے لیکن یہ ایسی چیز ہے کہ جس کا درست استعمال بندے کو اللہ کا مقرب بنا دیتا اور غلط استعمال اللہ سے دور کر دیتا ہے، ترمذی کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء انسانی تعظیما زبان کے سامنے جھک جاتے ہیں اور اس سے عرض کرتے ہیں کہ تو ہمارے سلسلے میں اللہ سے ڈر، ہم تیرے ساتھ ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔لہٰذا انسان کو اپنی زبان کنٹرول میں رکھنی چاہیئے کیونکہ بسا اوقات یہی چھوٹی چیز بہت بھاری مالی وجسمانی نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔

زکوۃ ادا نہ کرنا: زکوۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے جو ہر صاحب نصاب پر فرض ہے، لیکن اگر کوئی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے یا پورے مال کی زکوۃ نہیں نکالتا ہے تو اسے عذاب الہی کا منتظر رہنا چاہیئے، ابن ماجہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ زکوۃ کا مال روک لیتے ہیں (ادا نہیں کرتے ہیں) تو آسمانوں والا ان پر سے بارش کے قطرات کو روک لیتا ہے اور اگر جانور نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی (حسن 3246) آج ملک کے مختلف علاقوں میں بارش کے نہ ہونے کا ایک سبب زکوۃ ادا نہ کرنا ہے اور یہ ایسی مصیبت ہے جس کے چپیٹ میں پوری قوم ہے۔

آپس کے اختلافات : اختلاف کیسا بھی ہو بہر حال زحمت ہے، اختلاف کسی بھی اعتبار سے رحمت کا سبب نہیں بن سکتا، آج خصوصاً مسلمانوں پر اغیار کی جانب سے جو مصائب آ رہے ہیں یا مسلمان جن پریشانیوں کا شکار ہے اس کا ایک بنیادی سبب آپسی اختلاف ہے، اللہ نے قرآن میں جا بجا اختلاف سے بچنے اور اختلاف کے خطرناک عواقب کا تذکرہ کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کو آپسی انتشار سے بچتے ہوئے متحد ہو کر رہنے کی تلقین کی ہے۔

دنیا سے حد درجہ محبت: یہ دنیا فانی ہے اور سراسر دھوکے کا سامان ہے، قرآن نے بے شمار مقامات پر دنیا کی حقیقت کو اجاگر کیا ہے اور مسلمانوں کو یہ بتلایا گیا کہ دنیا کی محبت کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں، ساتھ ہی یہ بات بھی مذکور ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کو بھول کر دنیا میں مست ہو جاتی ہے، دنیا کی لذتوں میں پڑ کر اپنی اہمیت اور مقام کو فراموش کر دیتی ہے تو اللہ ایسی قوم کو کسی مصیبت میں مبتلا کر کے ہلاک و برباد کر دیتا ہے۔

نعمتوں کی ناشکری: اللہ نے حضرت انسان کو ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے، انسان کا فرض کہ وہ ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرے تا کہ اس کا رب خوش ہو کر اسے مزید عطا کرے، مگر جب انسان شکر کے بجائے ناشکری کرنی شروع کر دیتا ہے تو اللہ ایسے انسان کو بھوک کے عذاب میں گرفتار کر لیتا ہے پھر وہ بندہ رب کی موجود نعمتوں سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ نے سورۃ النحل آیت نمبر 112 میں اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔یہ کچھ اسباب اور ان کے علاوہ بھی کچھ اسباب ہو سکتے ہیں جن کی بنا پر انسانوں پر مصیبتیں نازل کی جاتی ہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم ان اسباب سے دور رہیں اور ہر حال میں اللہ کا حقیقی اور محبوب بندہ بننے کی کوشش کریں تا کہ ہمارا رب ہم سے ہمیشہ خوش رہے اور خوش ہو کر ہمیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے۔(دعوت)

اسلام کے تین بنیادی عقیدے

مولانا محمد منظور نعمانیؒ

اسلام کے تین عقیدوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، مطلب یہ ہے کہ ان تین عقیدوں پر ایمان ویقین جتنا گہرا اور حقیقی ہوگا عملی زندگی اتنی ہی اسلامی تعلیمات اور ہدایات کے مطابق ہوگی اور جس قدر یہ یقین کمزور اور ڈھیلا ہوگا زندگی اسلامی معیار سے اسی قدر پست ہوگی۔۔۔ان ہی عقیدوں کو اُمّہات العقائد یعنی بنیادی عقیدے کہتے ہیں۔

(۱) ان میں پہلا عقیدہ یہ ہے کہ اس ساری کائنات کا ایک خالق و مالک ہے وہی اس کے پورے نظام کو چلا رہا ہے اور وہی ہمارا پروردگار اور پالنہار ہے یعنی دراصل وہی ہماری زندگی کی ساری ضرورتیں مہیا کرنے والا ہے اور ہر ایک کا بناؤ بگاڑ اور نفع ونقصان سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور ہم سب اسی کے بندے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور پوری زندگی اس کی بندگی اور فرمانبرداری میں گزاریں۔

(۲) اسلام کا دوسرا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیوی زندگی کے خاتمہ کے بعد ایک اور زندگی آنے والی ہے جس میں ہر ایک کو یہاں کی برائی بھلائی کا بدلہ ملے گا اور وہ زندگی چونکہ دائمی اور ابدی ہوگی جس کا خاتمہ نہ ہوگا اس لیے وہ اس دنیوی زندگی سے زیادہ فکر کے قابل ہے اور وہاں فلاح ونجات صرف وہی لوگ حاصل کرسکیں گے جو اس دنیا میں اپنے خالق و مالک کی مرضی کے تحت اور اس کے احکام کے مطابق زندگی گزارے جائیں گے۔

(۳) تیسرا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا کے خالق اور پروردگار کی طرف سے وقتاً فوقتاً اس کی ہدایتیں اور اس کے احکام لے کر پیغمبر آتے رہے ہیں، یہ سب اللہ کے مقدس بندے تھے اور ان کی تعلیمات و ہدایات دراصل الٰہ کی تعلیمات و ہدایات تھیں اور اس لیے ہر قوم کے واسطے اپنے پیغمبر کی پیروی اور تابعداری ضروری تھی۔ اس سلسلہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اپنے زمانے کے اور بعد میں پیدا ہونے والے تمام انسانوں کے واسطے خدا کا پیغام اور اس کی ہدایات لائے۔ اب اس دنیا کے خاتمہ تک تمام انسانوں کے لیے ان کی لائی ہوئی خداوندی ہدایات واجب العمل ہیں اور اب کوئی شخص بھی ان کی اطاعت و پیروی کے بغیر اپنے خالق اور پروردگار کی رضامندی حاصل نہیں کرسکتا اور اس کی خاص رحمت ومحبت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ سب جانتے ہیں کہ یہ تین عقیدے اسلام کے بنیادی عقیدے ہیں بلکہ کسی شخص کے مومن ومسلم ہونے کے لیے تو ان کے علاوہ بھی چند اور حقیقتوں پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے لیکن بہرحال ان کا درجہ اِن تین کے بعد ہی ہے اور اساسی و بنیادی حیثیت اِن ہی کو حاصل ہے۔ اِن تین بنیادی باتوں کو مان لینے اور ان پر ایمان لانے کے بعد چند باتیں آدمی پر آپ سے آپ لازم ہوجاتی ہیں گویا وہ ان کے لازمی اور منطقی نتائج ہیں۔۔۔مثلاً یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔۔۔کسی منفعت کی اُمید اور کسی نقصان یا تکلیف کا خوف حقیقی طور پر اس کے سوا کسی سے نہ ہو۔۔۔رب حقیقی اور الٰہ برحق ہونے کی حیثیت سے اس کے احکام کی تعمیل کی جائے اس کے حکموں کو ہر چیز سے بالاتر سمجھا جائے اور ہر دوسری چیز سے زیادہ اس کی رضاجوئی کی فکر کی جائے۔۔۔اس کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح نہ دی جائے۔ پہلے عقیدے (توحید) کے یہ سب لازمی نتائج ہیں۔

اسی طرح دوسرے عقیدے (حیات بعد الممات) کے لوازم یہ ہوں گے کہ آخرت کی فکر سب دنیاوی فکروں پر غالب ہوگی اپنے ہر عمل اور اقدام میں آدمی یہ خیال رکھے گا کہ اس کا انجام آخرت میں کیا ہوگا۔ عذاب ہوگا یا ثواب۔۔۔اگر کوئی منفعت یا عزت اس دنیا میں ایسے طریقے سے حاصل ہوتی ہوگی جس کا انجام آخرت میں عذاب ہو تو آخرت پر سچا ایمان و یقین رکھنے والا آدمی ہرگز اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے گا۔ اور ایسی منفعت وعزت سے اپنے کو دور رکھے گا۔

اسی طرح تیسرے عقیدے (رسالت) کے لازمی نتائج یہ ہوں گے کہ اس پر ایمان رکھنے والا آدمی اللہ کے سارے پیغمبروں کو اس کے برگزیدہ بندے اور انسانیت کے سب سے بڑے محسن سمجھے گا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دور کا پیغمبر اور آخری نبی سمجھتے ہوئے اپنی اور اس دور کے سارے انسانوں کی نجات وفلاح آپ پر ایمان لانے اور آپ کی پیروی کرنے میں منحصر جانے گا۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت اور آپ کے بتلائے ہوئے طریقہ زندگی کو اللہ کا الہام کیا ہوا دستور العمل جانتے ہوئے انسانی زندگی کے تمام دوسرے طریقوں اور ضابطوں سے بہتر اور صالح تر یقین کرے گا اور اپنے لیے اور ساری دنیا کے لیے اسی کو پسند کرے گا۔ آپ کی اتباع اور آپ کی پیروی کو انسانیت کی سعادت اور آپ کی نافرمانی کو شقاوت وبدبختی سمجھے گا۔

اسلام کے ان تینوں بنیادی عقیدوں کے یہ سب ایسے لوازم ہیں، جن کی لازمی حیثیت کو ہر سمجھ دار آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ پھر ہر ایک کے لیے یہ اندازہ کرنا بھی آسان ہے کہ ان تین عقیدوں پر اگر کسی کو پورا پورا ایمان اور کامل یقین ہو (جیسا کہ ہونا چاہیے) اور ان کے مذکورہ بالا لوازم ونتائج بھی ظاہر ہوجائیں (جن کا ظہور لازمی ہے) تو اس شخص کی سیرت کیسی ہوگی اور اس دنیا میں وہ زندگی کس طرح گزارے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ اللہ کا مطیع اور فرمانبردار بندہ ہوگا، اس کی عبادت اور بندگی کرے گا اس کے احکام پر چلے گا اسی سے ڈرے گا اور اسی سے امیدیں رکھے گا اس کی مخلوق کے لیے اس کا وجود سراسر رحمت ہوگا۔ اسی طرح دنیا سے زیادہ وہ آخرت کی فکر کرے گا اور یہاں کی منفعتوں اور لذتوں کے لیے اپنے دوسرے ابنائے جنس سے جھگڑنے کے بجائے آخرت کی فلاح و بہبود اور جنت کی نعمتوں کے حصول کے لیے دوڑ دھوپ کو زندگی کا اصل مقصد سمجھے گا اور ہر کام کے دنیاوی نتیجوں سے زیادہ اس کی نظر اس کے اخروی انجام یعنی عذاب وثواب پر ہوگی اس لیے نہ تو وہ زیادہ دولت مند بننے کے لیے ناجائز طریقے اختیار کرے گا، نہ کسی کا حق غصب کرے گا نہ ناحق کسی پر ظلم کرے گا۔

علیٰ ہٰذا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر حقیقی طور پر ایمان لانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر انفرادی واجتماعی معاملہ میں آپ کی ہدایت اور رہنمائی تلاش کرے گا اور اسی کی روشنی میں چلے گا اس کا طریقہ یہ نہ ہوگا کہ جو جی میں آیا یا جس کام میں اپنا یا اپنی پارٹی یا اپنی قوم کا یا اپنے ملک اور اپنی حکومت کا فائدہ نظر آیا کر ڈالا بلکہ اس کا اصول یہ ہوگا کہ اللہ کے رسول نے ایسے موقع کے لیے اللہ کی طرف سے جو ہدایت اور تعلیم دی ہے وہ بس اسی کی پیروی کرے گا الغرض اس کا اصول نفس پرستی کے بجائے خدا پرستی اور احکام خداوندی کی بجا آوری اور نبوی ہدایات وتعلیمات کی پیروی کرنا ہوگا اور ہر معاملہ میں اس کی نظر مصلحتوں اور منفعتوں سے زیادہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی ہدایتوں پر ہوگی۔

بہرحال، مومن اگر سچا ہے اور اسلام کے ان تین بنیادی عقیدوں پر کامل اور حقیقی ایمان اس کو نصیب ہو چکا ہے تو یقیناً اور لازماً اس کی زندگی بالکل یہی ہوگی اور اس میں جتنی کمی اور کوتاہی ہوگی وہ بلاشبہ نتیجہ ہوگا ایمان ویقین ہی کی کمزوری کا۔

صحابہ کرام کی پوری جماعت کا امتیاز یہی ہے کہ دین کی ان تین بنیادی حقیقتوں پر ان کو ایسا ایمان ویقین نصیب ہوگیا تھا کہ زندگی کے تمام شعبے اور اس کی ساری جزئیات ان ہی عقیدوں کے زیر اثر آ گئی تھیں وہ ہر معاملہ کو خدا کی عبدیت، رسول کی اتباع اور اُخری انجام کے ماتحت سوچتے تھے اور ان کا کوئی فیصلہ ان تین عقیدوں سے آزاد یا غافل ہو کر نہیں ہوتا تھا، وہ جس طرح نماز اور روزہ اور نکاح وطلاق جیسے معاملات میں اللہ ورسول کے احکام اور آخرت کے انجام کا فکر رکھتے تھے اسی طرح اپنے عام انفرادی اور اجتماعی معاملوں میں بھی اللہ ورسول کی ہدایت کا اتباع کرتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اگر ہم نے ان معاملات میں اللہ ورسول کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کیا تو ہم اللہ کی لعنت وعذاب کے مستحق ہوجائیں گے۔

پھر بعد کے زمانوں میں دینی لحاظ سے مسلمانوں میں جو انحطاط ہوتا رہا ہے اس کا اصلی سبب یہی ہوا کہ مختلف اسباب سے مسلمانوں کے اکثر طبقوں میں یہ بنیادی عقائد کچھ سست اور کمزور ہوتے گئے اور زندگی پر ان کی گرفت ڈھیلی ہوتی رہی۔ پھر جس طبقے میں یہ عقیدے جتنے کمزور ہوئے اس کی زندگی اسلامی معیار سے اتنی ہی پست اور خدا ورسول کے احکام سے اتنی ہی بے تعلق اور آخرت کی فکر سے اتنی ہی آزاد ہوتی گئی۔ اس وقت مسلمانوں کی جو یہ حالت ہے کہ ان کی بہت بڑی تعداد (قرآن کے الفاظ میں) "هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ" کی حالت میں ہے (یعنی وہ اپنے طرز زندگی کے لحاظ سے بہ نسبت ایمان واسلام کے کفر سے زیادہ قریب ہیں) اس کا اصلی سبب صرف یہ ہے کہ یہ تین عقیدے (جو آدمی کی زندگی کو ایمانی اور نورانی بناتے ہیں) بے حد کمزور پڑ گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان کہلانے کے باوجود اللہ کے ساتھ اپنی عبدیت کے تعلق کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور پیرو ہونے کی اپنی حیثیت کو گویا بالکل فراموش کر چکے ہیں اور آخرت کے ثواب وعذاب سے یکسر غافل ہیں۔

ان بنیادی عقیدوں کی کمزوری اور زندگی میں ان کی بے اثری کے بارے میں اس وقت مسلمانوں کی غالب اکثریت کا حال وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کے نزول کے وقت اہل کتاب کا، خاص طور سے یہود کا تھا کہ وہ زبان سے ان عقیدوں کے اقراری تھے اللہ کو اپنا واحد الٰہ ورب مانتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا رسول اور اپنے کو ان کا امتی کہتے تھے، تورات کو اللہ کی کتاب یقین کرتے تھے آخرت کی جزاوسزا کے بھی قائل تھے غرض ان میں کسی چیز کے منکر نہ تھے مگر بات یہ تھی کہ ان کے یہ عقیدے بے حد کمزور ہو چکے تھے اور زندگی پر ان کا جو اثر ہونا چاہیے تھا وہ نہ تھا۔ خدا پرستی اور خدا کی بندگی پر عملاً غرض پرستی اور نفس وخواہشات کی بندگی غالب تھی، اپنے رسول کے احکام اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی ہدایات کے وہ پابند نہیں رہے تھے ان کی یہ وہ غیر ایمانی زندگی تھی جس سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض تھا۔ آج غور کیجیے بالکل یہ حالت مسلمان قوم کی غالب اکثریت کی ہے۔ مسلمانوں میں بہت تھوڑی تعداد ایسے بندگان خدا کی باقی ہے جن کو دین حق کے ان تین بنیادی عقیدوں پر ایسا ایمان ویقین ہو جو زندگی میں مؤثر ہو رہا ہو اور ان عقیدوں کے لوازم ونتائج ظاہر ہو رہے ہوں۔۔۔آخری نبی کی آخری امت کی اکثریت کا اس حالت تک گر جانا اتنا بڑا حادثہ ہے اور ہم لوگوں پر اس کی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ اگر اس کو سوچیں اور سمجھیں تو راتوں کو ہمیں آرام کی نیند نہ آئے اور کھانے پینے میں لذت محسوس نہ ہو، جس امت کو قیامت تک کے لیے نبوت ورسالت کی نیابت ونمائندگی کا منصب سپرد کیا گیا ہو خود اس کی اکثریت کا ایمان ویقین تک کی دولت سے محروم ہوجانا خدا اور رسول کے احکام سے بے پروا اور آخرت کے انجام سے بے فکر ہو کر زندگی گزارنا اللہ کے غضب کو جتنا بھی بھڑکائے کم ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ دین کی امانت کے امین اپنا فرض ادا کریں اور کتاب وسنت کی روشنی میں اپنی زندگی کے سانچے کو ڈھالیں۔ (بشکریہ الفرقان بابت ربیع الثانی 1368ھ)

(بقیہ: دینی مسائل)......... علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایام بیض کے تین روزے ہر مہینہ چاند کی ۱۳، ۱۴/ اور ۱۵/ تاریخ کو رکھنا بالاتفاق مستحب ہے: "یستحب ان یکون الایام الثلاثة فی سرة الشهر وهی وسطه وهذا متفق علی استحبابه، وهو استحباب کون الثلاثة هی ایام البیض وهی الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر" (نووی علی مسلم: ۱/ ۳۶۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مہینے تین دن روزہ رکھ لیا کرو، کیوں کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور اس طرح یہ تین دن کا روزہ رکھنا سارا سال روزہ رکھنے کے برابر ہوگا: "وان بحسبک ان تصوم کل شهر ثلاثة ایام فان لک بکل حسنة عشر امثالها فان ذالک صیام الدهر کله" (صحیح البخاری: ۱/ ۲۶۵، باب حق الجسم فی الصوم)

"عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوم ثلٰثة ایام صوم الدهر کله" (صحیح البخاری، کتاب الصوم: ۱/ ۲۶۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینہ تین روزے رکھنا دل کی صفائی اور اس کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے: "قال علیه الصلوٰة والسلام الا اخبرکم بما یذهب وحرا الصدر صوم ثلٰثة ایام من کل شهر" (سنن نسائی: ۳۲۴، صوم ثلثی الدهر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر وحضر میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑا کرتے تھے: "عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لایفطر ایام البیض فی حضر ولاسفر" (سنن نسائی: ۳۲۱، صوم النبی صلی الله علیه وسلم) اور حضرات صحابہ کرام کو بھی ایام بیض کے روزے کی تاکید فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہمارے خلیل نے ہمیں تین باتوں کی وصیت کی، ہر مہینے تین روزے رکھنے کی، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی اور یہ کہ سونے سے قبل وتر ادا کرلیا کریں "عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: اوصانی خلیلی صلی الله علیه وسلم بثلاث: صیام ثلٰثة ایام من کل شهر، ورکعتی الضحی وان اوتر قبل ان انام" (صحیح بخاری: ۱/ ۲۶۶، باب صیام البیض ثلٰث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة، صحیح مسلم: ۱/ ۲۵۰، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة الضحیٰ)

روزہ چونکہ ایمانی قوت فراہم کرتا ہے، زبان ودل، ہاتھ وپیر، آنکھ وکان اور جسم وروح کو پاکیزہ اور رب کی رضا کا طالب بناتا ہے، اس لئے ہر ماہ ایام بیض کے روزے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اعـــلان مفقـود الخبـــری

معاملہ نمبر ۲۱/۲۲۶/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، سوپول)

سہانہ خاتون بنت محمد طیب، مقام ننیاں، وارڈ نمبر ۱۰، ڈاکخانہ ننیاں
ضلع سوپول (بہار)۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد جلیل ولد محمد اسلام، مقام اٹاوہ جسونت نگر، مکان نمبر ۵۰۳، گلی نمبر ۳
تحصیل جسونت نگر، ضلع اٹاوہ (اترپردیش)۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، ضلع سوپول میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۹/شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق ۲/مارچ ۲۳ء بروز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۵۶/۲۵۰۷۸/۱۴۴۴ھ

ریحانہ پروین بنت شرف الدین، مقام نیاٹولہ، ڈاکخانہ پھلواری شریف
ضلع پٹنہ۔۔۔فریق اول

بنام

محمد سمیع عالم ولد محمد سبدل میاں، مقام راجابازار، سمن پورہ
ڈاکخانہ بی وی کالج، ضلع پٹنہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/فروری ۲۰۲۳ء مطابق ۱/شعبان ۱۴۴۴ھ بروز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۷۶/۱۸۱۵/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ فلاح المسلمین، گواپوکھر، ضلع مدھوبنی)

حنا پروین بنت محمد حنیف، مقام ہرپور قاضی ٹولہ، ڈاکخانہ کلواہی،
ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد صدام ولد محمد منا، مقام جے پور،
راجستھان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً دس سال سے غائب ولا پتہ ہونے و جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ کی محرومی کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ فلاح المسلمین، گواپوکھر، ضلع مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/فروری ۲۰۲۳ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۵۸/۲۱۷۲/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے)

شاہجہاں خاتون بنت محمد ظفیر مرحوم، مقام وڈاکخانہ باڑا، ضلع بیگوسرائے۔فریق اول

بنام

محمد انور ولد محمد اصغر، مقام رحیم پور، رُدَولی، ڈاکخانہ ہری پور، ضلع سمستی پور۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے میں تقریباً چھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/فروری ۲۰۲۳ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۰/۱۶۰۷/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ)

نصرین بنت محمد رقیم الدین، مقام نیاٹولہ کاسا کانٹا، وارڈ نمبر ۹/
ڈاکخانہ کرسا کانٹا، ضلع ارریہ۔فریق اول

بنام

محمد حسن ولد ابوالحسن (اِبلے) مقام بدایوں قادر چوک
ڈاکخانہ بدایوں، ضلع بدایوں (یوپی)۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ میں تقریباً عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنا پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۳/شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق ۶/مارچ ۲۰۲۳ء روز سوموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۴۹/۲۸۱۳/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، ضلع مدھوبنی)

غوثیہ پروین بنت محمد عباس مرحوم، مقام بھروہا، پوسٹ مریٹھا، وایا، کمتول، ضلع دربھنگہ
پتہ مراسلت: مقام گڑھیا، پوسٹ رتھوس، بلاک بسفی، ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد طارق ولد حامد رضا، مقام بر ہروا، پوسٹ پرمانند پور، بلاک ڈمرا، ضلع
سیتامڑھی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، ضلع مدھوبنی میں تقریباً ۵/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۱/مارچ ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، کمتول، ضلع مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۰/۲۸۵۳/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، ضلع مدھوبنی)

انگوری خاتون بنت محمد طاہر قریشی، مقام دیگھو پٹی، پوسٹ بندھولی
ضلع دربھنگہ۔فریق اول

بنام

محمد جمشید ولد محمد ظفر قریشی مرحوم، مقام وپوسٹ مہولی نانکار، وایا جوگیارہ
ضلع دربھنگہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ کمتول، ضلع مدھوبنی میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/شعبان ۴۴ھ مطابق ۷/مارچ ۲۰۲۳ء روز منگل کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، کمتول، ضلع مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۱/۴۵۵۵/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، سہرسہ)

عظمتی پروین بنت محمد نظام، مقام نریار، وارڈ نمبر ۹، ڈاکخانہ نریار
ضلع سہرسہ۔فریق اول

بنام

محمد خدابخش ولد محمد تسلیم، مقام ڈاڑھ
ضلع دربھنگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف ایک طویل عرصہ سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، سہرسہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/شعبان ۴۴ھ مطابق ۱۱/مارچ ۲۰۲۳ء روز سنیچر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۹۰/۶۰۹۹/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ، کشن گنج)

انا تبسم بنت شاہ مظفر امام، مقام بھوجا گاؤں، ڈاکخانہ کدالدہ
ضلع اتر دیناجپور۔۔۔فریق اول

بنام

سید صدام حسین ولد سید غلام مصطفیٰ، مقام بھوجا گاؤں، ڈاکخانہ کدالدہ
ضلع اتر دیناجپور۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً دو سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰/شعبان ۴۴ھ مطابق ۱۳/مارچ ۲۰۲۳ء روز سموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی چار کتابوں کا اجراء

امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی چار کتابوں یادوں کے چراغ جلد سوم، چہارم، زاویہ نظر اور آوازۂ لفظ و بیاں کا اجراء شاہ جہاں پور اور خیر آباد سیتا پور میں عمل میں آیا، شاہ جہاں پور میں حضرت مولانا مفتی مہدی حسنؒ سابق مفتی دار العلوم دیو بند کے پوتا پروفیسر سید محمد نعمان اور ڈاکٹر غلام اشرف قادری صدر شعبۂ فارسی گاندھی فیض عام کالج شاہ جہاں پور نے اس موقع سے استقبالیہ تقریب کا انعقاد کیا، جس میں بڑی تعداد میں شہر کے علماء، ادباء اور صحافی حضرات نے شرکت کی، جن میں خالد مصطفیٰ علوی، سابق نگر پالیکا چیرمین تنویر خاں، سید رضوان احمد، پروفیسر محمد طیب، پروفیسر عبد المومن، عظیم شاہ جہاں پوری، حافظ مانوس اور حافظ معید کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ 3 فروری 2023ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب منعقد ہونے والے اجلاس کی نظامت کے فرائض ڈاکٹر منصور احمد صدیقی نے انجام دئے، پروفیسر غلام اشرف قادری اور نوجوان ادیب وشاعر عشرت صغیر نے شال پوشی کر کے استقبال کیا، اس موقع سے صدر جلسہ پروفیسر سید محمد نعمان نے مفتی مہدی حسنؒ کی دو کتابیں نگارش مہدی اور رموز آزاد مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا، غلام اشرف قادری نے تعارفی کلمات کہے، مفتی صاحب نے ''معاصر دینی تعلیم اور عصر حاضر کے تقاضے'' کے عنوان سے اپنا محاضرہ پیش کیا، جسے بے حد پسند کیا گیا، دوسری تقریب خدیجہ لائبریری خیر آباد سیتا پور کے زیر اہتمام منعقد ہوئی، یہاں نائب ناظم صاحب نے تفہیم شریعت کے عنوان سے اپنا محاضرہ پیش کیا، استقبالیہ تقریب کی صدارت الحاج حافظ عمران علی صاحب، جنرل سکریٹری جمعیت علماء سیتا پور نے کی؛ منظوم استقبالیہ ڈاکٹر عبد العزیز خیر آبادی اور استقبالیہ کلمات حافظ محمد مجاہد صاحب قاسمی نے پیش کیا، نظامت کے فرائض رضوان احمد فاروقی لکھنؤ نے انجام دیا، جب کہ زاویۂ نظر پر ایک نظر کے عنوان سے اپنا مقالہ فرید بلگرامی اور یادوں کے چراغ جلد سوم پر مفتی محمد عاقب قاسمی نے اپنے تاثرات پیش کیے، خدیجہ لائبریری کے بانی وناظم الحاج عارف علی انصاری کی جدوجہد اور محنت سے یہ پروگرام انتہائی کامیاب رہا، پروگرام کے داعی عارف علی انصاری تھے۔

7 ہزار 360 کمپیوٹر اساتذہ کی بحالی، نتیش کابینہ نے کل 18 ایجنڈوں کو دی منظوری

وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی صدارت میں کابینہ کی میٹنگ میں 18 ایجنڈوں کو منظوری دی گئی۔ اب ریاست کے مڈل اور ہائی اسکولوں میں 7360 کمپیوٹر اساتذہ کو بحال کیا جائے گا۔ اس کے لیے تمام مڈل اور ہائی اسکولوں میں کمپیوٹر ٹیچر کی ایک ایک پوسٹ بنائی گئی ہے۔ نتیش کابینہ میں محکمہ توانائی، آرٹ، کلچر اور یوتھ ڈپارٹمنٹ، شہری ترقیات اور محکمہ ہاؤسنگ، پسماندہ طبقات اور انتہائی پسماندہ طبقات کی بہبود، ماحولیات، جنگلات اور موسمیاتی تبدیلی، محکمہ ریونیو اور لینڈ ریفارمز، محکمہ صحت، محکمہ جنرل ایڈمنسٹریشن، تعلیم سمیت دیگر محکموں سے متعلقہ اہم ایجنڈوں پر مہر ثبت کردی گئی ہے۔ (پریس رپورٹ)

انگریزوں کے زمانے کے قوانین منسوخ کیے جائیں گے: وزیر قانون

وزیر قانون وانصاف کرن رججو نے کہا کہ برطانوی عہد کے غیر ضروری قوانین کو مکمل طور سے کالعدم قرار دیا جائے گا۔ الہ آباد ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے 150 سال مکمل ہونے کی مناسبت سے منعقد ایک پروگرام کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے رججو نے کہا کہ برطانوی عہد کے ایسے غیر ضروری قوانین جن کی اب کوئی حاجت وضرورت نہیں رہی ہو مکمل طور سے کالعدم ہوں گے۔ برطانوی عہد کے کچھ قوانین جن کا مقصد فوت ہو چکا تھا ماضی میں بھی منسوخ کئے گئے ہیں۔ (یو این آئی)

بہار پولیس روزانہ 2 گھنٹے لوگوں کی شکایات سنے گی: ڈی جی پی

بہار کے نئے ڈی جی پی آر ایس بھٹی نے ایک بڑا فیصلہ لیا ہے۔ انہوں نے ہدایت دی ہے کہ اب ریاست میں ہر روز آئی جی، ڈی آئی جی اور ایس پی عام لوگوں کے مسائل سننے کے لیے دو گھنٹے دیں گے۔ ان کے مسائل کیسے حل ہوں گے، ہم ان کا حل نکالیں گے۔ دراصل، پولیس ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ایک حکم جاری کیا گیا ہے، حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ چھٹیوں کے علاوہ ہر کام کے دن صبح 11 بجے سے دوپہر 1 بجے تک پولیس افسران یعنی آئی جی، ڈی آئی جی اور ایس پی اپنے دفتر آنے والے لوگوں کے مسائل سنیں گے اور حل کریں گے۔ حکم نامے میں مزید کہا گیا ہے کہ جو بھی شکایت کنندہ افسران کے دفتر پہنچے گا اسے ان سے ملکر ان کے مسائل سننے ہوں گے۔ ریاست کے نئے ڈی جی پی کے مطابق ہر روز یہ دیکھا جا رہا تھا کہ ریاست کے لوگ بڑی تعداد میں اپنی شکایات لے کر پٹنہ کے پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ حکم دیا گیا ہے۔ آپ کو بتاتے چلیں کہ بہار پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہفتے میں ایک بار جمعہ کو عوامی سماعت کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ ایک دن کی عوامی سماعت سے عام لوگ مطمئن نہیں تھے۔ اسی وقت پولیس ہیڈ کوارٹر میں لوگوں کی بڑی بھیڑ جمع تھی۔ اس کے پیش نظر اب روزانہ عوام کے مسائل سننے کے لیے دو گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ (پریس رپورٹ)

سمستی پور اسٹیشن پر ہوگی ہوائی اڈہ جیسی سہولیات

سمستی پور اسٹیشن پر ہوائی اڈے جیسی سہولیات مسافروں کو جلد ہی میسر آئیں گی اسٹیشن کو عالمی معیار کے اسٹیشن کے طور پر تیار کیا جائے گا اس کے لیے سمستی پور اسٹیشن کو امرت بھارت اسٹیشن اسکیم کے تحت ترقی کے لیے شامل کیا گیا ہے، بتایا گیا ہے کہ پوری اسکیم پر تقریباً 300 کروڑ روپے خرچ ہوں گے اسٹیشن پر سویٹ پلازہ سے اعلیٰ سطح کا ویٹنگ ہال وغیرہ تعمیر کیا جائے گا ڈی آر ایم آلوک اگروال نے بتایا کہ سمستی پور ریلوے ڈویژن کے سمستی پور اسٹیشن سمیت 20 اسٹیشنوں کو امرت بھارت اسٹیشن اسکیم کے تحت شامل کیا گیا ہے اس کے لیے پہلی قسط کے طور پر 82 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں انہوں نے بتایا کہ سمستی پور کے علاوہ سہرسہ، نرکٹیا گنج، گھوڑاسہن، جنک پور، جے نگر، مدھوبنی، شکری، لہیریا سرائے، مدھے پورہ، سپول، سمری بختیار پور، بتیا اور رکسول اسٹیشنوں کو سمستی پور دویژن امرت ریلوے کے تحت لایا جائے گا۔ (پریس رپورٹ)

دعاء مغفرت

امارت شرعیہ کے شعبۂ بیت المال کے ایک فعال ومتحرک کارکن جناب سید محمد خبیب صاحب کے والد محترم سید اویس صاحب طویل علالت کے بعد 8 فروری 2022 کو رب کائنات سے جاملے، نیز بھاگلپور کے ایک نامور عالم دین اور اخبار دیش بدیش کے ایڈیٹر حضرت مولانا محمد انیس الرحمٰن قاسمی نے بھی داغ مفارقت دے دی انا اللہ وانا الیہ راجعون، یہ دونوں اصحاب ایک بڑے وضعدار، خوش اخلاق اور متواضع آدمی تھے، امارت شرعیہ اور یہاں کے اکابر سے ان کا ملی لگاؤ تھا اور ملی معاملات کے حل میں پیش پیش رہے ہیں، امیر شریعت، نائب امیر شریعت اور قائم مقام ناظم صاحب نے مرحومین کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت پیش کی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی، قارئین سے بھی ان مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندی درجات کی دعاء کی درخواست ہے،

طب وصحت

گوشت: خاصیت وفوائد ایک نظر میں

گوشت نہایت عمدہ غذا ہے۔ اس میں ملحمہ، چربی، نمک اور پانی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ لیکن اس میں ملحمہ اجزاء زیادہ ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے گوشت قوت بخش ہوتا ہے۔ بوڑھے جانوروں کا گوشت سخت اور ثقیل ہوتا ہے جبکہ جوان جانوروں کا گوشت نرم اور عمدہ ہوتا ہے۔ رنگ کے لحاظ سے گوشت کی دو قسمیں ہیں: ایک سرخ اور دوسرا اسفید جبکہ مختلف حیوانات کے گوشت کی خاصیت بہ لحاظ ہضم اور غذائیت کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔

بکرے کا گوشت: بکرے کے گوشت کو تمام جانوروں کے گوشت کا سردار کہتے ہیں۔ بکرے کا گوشت سرخ ہونے کے ساتھ تاثیر میں گرم تر اور ذائقہ پھیکا ہوتا ہے جو جلد ہضم ہو جاتا ہے۔ جسم کو فربہ کرنے اور خون کو صالح پیدا کرنے کے علاوہ اعصاب کو تقویت دیتا ہے۔ کمزور جسم کو فربہ کرنے کے لیے بکرے کی چربی کو پگھلا کر تیل حاصل کریں اور روزانہ رات کو پورے بدن کی مالش کر کے سو جائیں صبح اٹھ کر نہا لیں، چند دنوں میں جسم فربہ ہو جائے گا۔ بکرے کے گوشت کی یخنی (نیم گرم پانی) کمزور افراد کے لیے اور بیماری سے پیدا ہونے والی کمزوری میں فائدہ مند ہے اور خشک کھانسی، گلے اور سینے کی خشکی کو دور کرتی ہے۔

بھینس کا گوشت: رنگ کے لحاظ سے سرخ سیاہی مائل، ذائقہ نمکین ہونے کے ساتھ تاثیر میں بہت زیادہ گرم خشک ہے۔ بھینس کا گوشت دیر ہضم، ردّی سوداوی کے ساتھ خون کو گاڑھا کرتا ہے۔

بھیڑ کا گوشت: بکرے کے گوشت کی نسبت اس میں چربی اور غذائیت زیادہ ہوتی ہے۔ رنگت سرخ، چربی سفید، تاثیر گرم تر، خون گاڑھا پیدا کرتا ہے۔ بھیڑ کا گوشت زود ہضم اور مقوی غذا ہے جو بدن کو فربہ کرتا ہے۔ بھیڑ کی چربی کو پکالیں اور بعد میں اسے کپڑے سے چھان کر رکھ لیں۔ عورتوں کے پاؤں کی ایڑیاں اگر پھٹی ہوئی ہوں تو اس کو لگانے سے جلد ہی بھر جاتی ہیں۔

مرغ کا گوشت: مرغ کا گوشت عمدہ غذا اور کئی امراض کا علاج ہے۔ غذائیت کے اعتبار سے دیسی اور پولٹری فارم کے مرغ میں فرق واضح ہے۔ دیسی مرغ کا گوشت زیادہ غذائیت کا حامل ہے اور قوت بخش ہوتا ہے، تاثیر کے لحاظ سے گرم تر ہے، ذائقے اور لذت کے طور پر تمام لحمیات میں نمایاں ہے۔ جسم کو خوبصورت بنانے کے ساتھ ساتھ رنگ اور آواز کو صاف کرتا ہے۔ خون، چربی، ہڈی کو بڑھانے میں فوری کام کرتا ہے۔ عقل وفہم میں اضافہ کرتا، دماغ کو چست وچالاک بناتا ہے۔ اس کا شوربہ سوزش معدہ کو تسکین دینے کے ساتھ جگر، مثانہ کو طاقت فراہم کرتا ہے۔ فالج، لقوہ اور گٹھیا کے مریضوں کے لے مؤثر ہے۔

مچھلی کا گوشت: مچھلی قوت مدافعت پیدا کرنے والی بہترین غذا ہے۔ دوسری لحمی غذاؤں کے مقابلے میں اس کی انفرادی حیثیت ہے۔ رب کائنات نے ہمارے بدن کو ضروری غذا بہم پہنچانے کے لیے پانی سے مچھلی پیدا فرمائی۔ اس کا گوشت ہر لحاظ سے طاقت بخش اور لذیذ ہوتا ہے۔ تاثیر کے اعتبار سے گرم تر ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق اگر مچھلی کو روزمرہ غذا میں شامل کر لیا جائے تو یہ امراض قلب، ہڈیوں اور جوڑوں کی تکالیف اور شریانوں کے امراض میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ ☆ موسم سرما میں عام طور پر چائے کے آدھے چمچ سے ڈیڑھ چمچ تک مچھلی کے تیل کے روزانہ استعمال سے جسم گرم اور جلد ملائم رہتی ہے۔ مچھلی کا تیل جسم کے مختلف درد، اعصابی درد کے لیے مؤثر کام کرتا ہے۔ نسخہ: مچھلی کا تیل بیس گرام، لونگ کا تیل بیس ملی لیٹر، تارپین کا تیل 15 ملی لیٹر، مال کنگنی کا تیل 15 ملی لیٹر...... تمام تیل کو آپس میں ملا کر مالش کریں۔

خرگوش کا گوشت: خرگوش میں ہر قسم کے گوشت سے زیادہ غذائیت ہوتی ہے۔ خرگوش کی زیادہ تر دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے۔ اس کا گوشت گرم تاثیر رکھتا ہے۔ خرگوش کا گوشت وزن میں ہلکا ہوتا ہے۔ اس لیے زود ہضم ہے۔ قوت ہاضمہ کو تقویت دیتا ہے۔ فالج، لقوہ، بدن کا سن ہونا، رعشے میں مفید ہونے کے علاوہ اعصابی تھکن دور کرتا ہے۔ خرگوش کا مغز استعمال کرتے رہنے سے بال سفید ہونے سے رک جاتے ہیں۔ اس کی چربی بالوں پر کچھ دن لگانے سے بالوں کا گرنا بند ہو جاتا ہے۔ اس کی ہڈیوں کو کوٹ کر سرکہ میں ملا کر سخت قسم کی گلٹیوں (غدودوں) پر لیپ کرنے سے، یہ کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتی ہیں۔

بٹیر کا گوشت: بٹیر برصغیر کا مشہور پرندہ ہے، اس کا گوشت زود ہضم ہے، اس سے معدے کی کمزوری دور ہوتی ہے، یہ خون کو پتلا کرتا ہے، جسم کو موٹا کرتا ہے، کمزور افراد کے لیے بہت مفید ہے۔ اس کی یخنی سے معدہ میں سکون، دماغ میں تراوٹ آنی شروع ہو جاتی ہے۔ گردہ، مثانہ کی پتھریاں جمع ہو جائیں تو کچھ عرصہ متواتر بٹیر کا سالن پکا کر استعمال کرنے سے پتھریاں ٹوٹ کر نکل جاتی ہیں۔ خفقان، دق، فالج اور وجع مفاصل میں مفید ہے۔

تیتر کا گوشت: تیتر کا گوشت دماغ کو طاقت دینے والی غذا ہے اور یہ زود ہضم ہے، اس کا گوشت کھانے میں بے حد لذیذ اور دماغ کو تر وتازہ رکھنے میں لاجواب ہے۔ رب کائنات نے اس پرندے کو دماغ تر وتازہ کرنے، قوت حافظہ تیز کرنے، نسیان یعنی بھولنے کی بیماری دور کرنے اور خون پیدا کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

Volume:63/73,Issue:07 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

To

مدتیں ہوگئی ہیں چپ رہتے
کوئی سنتا تو ہم بھی کچھ کہتے (مرزا کاظم محشر لکھنوی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم

ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ

فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کی داستان ایسا کرب ناک اور تکلیف دہ سلسلہ ہے جس میں اس بات کا فیصلہ کر پانا مشکل ہو جاتا ہے کہ کس واقعہ پر زیادہ توجہ دی جائے اور اس کے کن پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا جائے کیونکہ فلسطینی عوام کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے وجود کی جنگ میں گزرتا ہے۔غزہ اور ویسٹ بینک کوئی آزاد علاقہ نہیں ہے کہ جہاں آزادی کے ساتھ فلسطینی زندگی گزار سکیں اور اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کا کوئی پلان تیار کر سکیں۔ وہ تو ایک کھلے جیل میں جیتے ہیں جہاں پر اسرائیلی فوج، صہیونی نو آبادکار اور اسرائیل کی پولیس مشترک طور پر فلسطینیوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور انہیں ان کے گھروں سے بے دخل کر دیتے ہیں۔ اگر کسی نے ادنیٰ درجہ میں بھی مزاحمت کی تو اسرائیلی بندوق کی گولیوں کا نشانہ بن جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو ہر روز ہی کسی نہ کسی شکل میں جاری رہتا ہے۔اس کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس برس فلسطینی مارے جا چکے ہیں۔لیکن 26 جنوری کو جنین میں فلسطینیوں کا جس وحشت ناکی کے ساتھ قتل کیا گیا ہے وہ گزشتہ کئی برسوں میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ کہا جا سکتا ہے۔جنین میں بسنے والے دس فلسطینیوں کے قتل کی ضرورت اسرائیل کو کیا پڑی تھی جبکہ وہاں کے حالات پہلے ہی سے مسلسل خراب چل رہے تھے اور ضرورت اس بات کی متقاضی تھی کہ مزید بحران سے اس معاشرہ کو بچایا جائے۔لیکن شاید نیتن یاہو کی قیادت میں تشکیل پانے والی اسرائیل کی حالیہ حکومت سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس کے حلیفوں میں اسرائیل کی وہ مذہبی اور صہیونی سیاسی پارٹیاں شامل ہیں جو اپنے تشدد آمیز افکار اور فلسطینیوں کے تئیں سخت موقف کے لئے معروف ہیں جن میں داخلی سیکورٹی کے وزیر ایتمار بن گویر سر فہرست ہیں۔ جنین پر کئے گئے حملہ اور اس میں دس فلسطینیوں کو شہید کرنے کے بعد اسرائیلی فوج اور جنرل سیکورٹی سسٹم شاباک کا جو مشترکہ بیان جاری کیا گیا ہے اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ گویر برانڈ اسرائیلی پالیسیاں فلسطینیوں پر نافذ کی جا رہی ہیں۔ بیان میں اسرائیلی ملٹری کے ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ جنین میں فوجی اور پولیس کارروائی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں کو پختہ معلومات حاصل ہوئی تھیں کہ ’جہاد اسلامی‘ کے ایک سیل نے اسرائیل کے کسی شہر میں خطرناک مسلح حملہ کا پلان تیار کیا تھا۔ اسرائیلی دعویٰ کے مطابق اسرائیلی سیکورٹی فورسز نے جنین کیمپ پر چھاپہ اس لئے نہیں مارا تھا کہ کسی کو قتل کرے بلکہ ان کا مقصد اس پلان کے سب سے بڑے منصوبہ ساز کو گرفتار کرنا تھا جس کا تعلق ’جہاد اسلامی‘ سے بتایا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسرائیل نے ایسے کسی شخص کی کوئی پہچان یا اس سے متعلق تفصیلات کو پیش نہیں کیا ہے۔ اسرائیلی حملہ کی مزید تفصیل جو اسرائیلی مصادر سے ملی ہے اس کے مطابق اسرائیلی فورسز نے جنین میں واقع اس عمارت کو اپنے حصار میں لیا تھا جس میں مبینہ طور پر مسلح افراد چھپے ہوئے تھے۔ اسرائیلی فورسز نے دو مسلح افراد کو عمارت سے بھاگتے ہوئے دیکھا اور ان پر گولیاں چلا کر انہیں ختم کر دیا۔ مسلح افراد میں سے ایک شخص جو اسرائیل کو مطلوب تھا اس نے خود کو اسرائیلی فوج کے حوالہ کر دیا اور اس کی گرفتاری عمل میں آئی۔ اس کے بعد اسرائیلی فوج کے وہ افراد عمارت میں داخل ہوئے جو دھماکہ خیز مادوں کو تباہ کرنے کے ماہر ہیں کیونکہ ان کا مقصد ان دھماکہ خیز مادوں کو تباہ کرنا تھا جن کا استعمال مبینہ طور پر فلسطینی مسلحہ کار کرنے والے تھے۔لیکن عمارت میں انہیں چوتھا مسلح شخص نظر آیا جس پر گولی چلائی گئی اور اس کو گرفتار کیا جا رہا تھا کہ اسرائیلی سیکورٹی فورسز پر گولی باری ہونے لگی جس کے جواب اسرائیلی فورسز کو گولی چلانی پڑی اور اس کے نتیجہ میں کئی لوگ زخمی ہو گئے لیکن اسرائیلی فورسز میں سے کوئی زخمی نہیں ہوا۔ اسرائیل کے ذریعہ پیش کردہ ان تفصیلات سے ایسا تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے گویا یہ ایک جائز اقدام تھا جس کا مقصد اسرائیل کے عوام کو تحفظ فراہم کرنا تھا لیکن جنین قتل کی جو تفصیلات دیگر مصادر سے موصول ہوئی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسرائیلی فورسز کا مقصد مبینہ ملزمین کو گرفتا کرنا نہیں بلکہ منصوبہ بند طریقہ سے انہیں قتل کر کے فلسطینیوں پر قائم خوف و ہراس کے ماحول کو مزید سخت بنانا تھا اور اسی لئے وہ دن کے بالکل آغاز میں ہی جنین کیمپ میں اس طرح داخل ہوئے گویا دودھ تقسیم کرنے والی عام سی گاڑی ہو۔ اس گاڑی میں سوار ہو کر وہ گھر میں گئے جہاں پر مبینہ فلسطینی مسلح حسین کے چھپے ہونے کا امکان تھا۔ اس سے قبل ایک ڈرون کے ذریعہ سے اس گھر پر نظر رکھی جا رہی تھی۔ جب اسرائیلی فوج وہاں پہنچی تو جھڑپیں شروع ہو گئیں اور یہ جھڑپیں صرف گھر کے آس پاس تک محدود نہیں رہیں بلکہ دوسرے علاقوں تک بھی پھیل گئیں۔ اس جھڑپ کے نتیجہ میں 10 فلسطینی جاں بحق ہو گئے جن میں ایک معمر فلسطینی خاتون بھی شامل تھیں۔ ان کے علاوہ 20 دیگر زخمی بھی ہوئے جن میں سے چار کی حالت نازک ہے جیسا کہ فلسطینی وزارت صحت نے بتایا ہے۔ ایک فلسطینی نوجوان کو کیمپ کے باہر ہی قتل کر دیا گیا تھا۔ ان تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کا دعویٰ کس قدر بے بنیاد ہے۔ اسرائیل کے دعوی کے بطلان کی دوسری بڑی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے فلسطینی اتھارٹی کے ساتھ کوئی تنسیق اور کوآرڈینیشن کرنا ضروری نہیں سمجھا جبکہ فلسطینی اتھارٹی اور اسرائیل کے درمیان جو سیکورٹی معاہدہ تھا اس کے تحت ایسا کرنا ضروری تھا۔ فلسطینی اتھارٹی نے اس حملہ کے ردعمل کے طور پر اسرائیل کے ساتھ سیکورٹی کوآرڈینیشن کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس بات کا اعلان فلسطینی صدر کے ترجمان نبیل ابو ردینہ نے ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینی اتھارٹی اسی لمحہ سے یہ سمجھتی ہے کہ اب سیکورٹی کوآرڈینیشن کا کوئی وجود باقی نہیں رہا۔ ساتھ ہی فلسطینی صدر محمود عباس نے جنین حملہ کے بعد یہ اعلان بھی کر دیا کہ اب فلسطینی عوام اسرائیلی دہشت گردی کا مقابلہ مزید شدت سے کریں۔ ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسرائیل ایک ذمہ دار اسٹیٹ کی طرح برتاؤ نہیں کرتا ہے بلکہ ایک غیر ذمہ دار مسلح جماعت کی ذہنیت سے کام کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف فلسطینیوں کی جان و مال کا شدید نقصان ہو رہا ہے بلکہ خود اسرائیل کے لوگ بھی امن و امان سے محروم ہو رہے ہیں اور پورا معاشرہ شدت پسندی کی سخت گرفت میں ہے۔ جنین جیسے اسرائیلی حملوں کے منفی نتائج کو اس اعتبار سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس حملہ کے بعد ایک نوعمر فلسطینی نوجوان نے انجانے میں مشرقی یروشلم میں واقع ایک یہودی عبادت گاہ پر پستول سے حملہ کر دیا جس میں کئی زخمی ہو گئے۔ گویا اسرائیل نے جو پالیسیاں تیار کی ہیں ان کی روشنی میں ایسے معاشرہ کا تصور مفقود نظر آتا ہے جس کے تحت رواداری اور بقاء باہم کا مزاج پروان چڑھ سکے۔ خود اسرائیلی فورسز کے مطابق اس حملہ میں ملوث فلسطینی نوجوان جس کی عمر صرف 13 برس تھی اس کا تعلق کسی مسلح مزاحمتی گروپ سے نہیں تھا اور نہ ہی اس سے قبل وہ کسی مجرمانہ سرگرمی میں ملوث پایا گیا ہے۔ گویا عام انسان اور نوخیز عمر کے بچے بھی اسرائیلی پالیسیوں کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں اور بے بسی اور غصہ کے اثرات سے مغلوب ہو کر وہ اس قسم کے اقدامات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسرائیل کی قیادت کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس سماجی اور سیاسی بحران کو ختم کرتی لیکن اس کے برعکس نیتن یاہو نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر اسرائیلی اب بندوق بردار ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے اور قتل و تشدد کی فضا میں مزید اضافہ ہوگا۔ سب سے تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ یہ واقعات ایسے وقت میں ہو رہے ہیں جبکہ امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن اسرائیل، مصر اور فلسطین کے دورہ پر ہیں اور جس کا اعلان امریکہ نے جنین قتل کے واقعہ سے چند گھنٹے قبل ہی کیا تھا۔ اور اگلے مہینہ نیتن یاہو کے امریکہ دورہ کی تیاریوں پر گفتگو کی ہے۔ اس کے باوجود امریکہ نے مشرقی یروشلم میں ہوئے حملہ کی مذمت تو کی لیکن جنین میں قتل ہونے والے فلسطینیوں کے حق میں انصاف کی دو بات کہنے کے بجائے بائیڈن نے اسرائیل کی سیکورٹی کی ضمانت پر لیکچر دے ڈالا۔ یوروپی یونین نے بھی آخری حربہ کے طور پر مہلک ترین ہتھیار استعمال کرنے کی حمایت اسرائیل کو دے ڈالی۔ موجودہ دور کی عالمی قیادت کا یہ کھلا تضاد ہی فلسطین کے مسائل کے حل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ زبانی طور پر گرچہ آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی باتیں بائیڈن کرتے رہتے ہیں لیکن عملی طور پر اسرائیل کی نو آبادکاریوں کو روکنے میں کوئی دلچسپی نہیں دکھاتے۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔ **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
☆ نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)

WEEK ENDING-13/02/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے